

اِسْلَامِیَات

7



پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

منظور کردہ پنجاب کریکولم اتھارٹی بحوالہ مراسلہ نمبر PCA/13/266 مورخہ 15/01/2013
 بمطابق قومی نصاب 2006ء تیار کردہ و منظور کردہ و فاتی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) اسلام آباد پاکستان

- | | | |
|-----------------------|---|--|
| ☆ مصطفین: | ☆ عامر محمود اعوان | ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور |
| ☆ | ☆ فرحت محمود | |
| ☆ ایڈیٹنگ: | ☆ وقاص جاوید | |
| ☆ | ☆ افضل حسین سید فرخ گیلانی | |
| ☆ گلران: | ☆ ڈاکٹر فخر الزمان | |
| ☆ اراکین راجیو کمیٹی: | | |
| ☆ | ☆ ڈاکٹر محمد سجاد | شعبہ اسلاک ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد |
| ☆ | ☆ پروفیسر روشن علی | صدر شعبہ اسلامیات، اسلام آباد، ماڈل کالج فار بوائز، 10/3، F-10، اسلام آباد |
| ☆ | ☆ ڈاکٹر محمد اکرم ورک | شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج سلاٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ |
| ☆ | ☆ پروفیسر حافظ شاہ اللہ | سابق چیئرمین شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور |
| ☆ | ☆ ڈاکٹر محمد عبداللہ | شیخ زید اسلاک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور |
| ☆ | ☆ پروفیسر محمد اویس سرور | گورنمنٹ دیال گھم کالج، لاہور |
| ☆ | ☆ محمد اکرم جنجوعہ | ہیکچرار، پاک انٹرنیشنل، مارن کالج آف سائنس، لاہور |
| ☆ | ☆ شہزاد محمود علی | ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور |
| ☆ | ☆ عامر ریاض | ایڈیشنل ڈائریکٹر شعبہ نصاب، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور |
| | | ڈپٹی آفیسر، پنجاب ٹریڈ اتھارٹی، وحدت کالونی، لاہور |
| ☆ تیار کردہ: | ☆ گوہر بیٹلرز 11 اردو بازار لاہور | ڈائریکٹر مسودات: مسز ثار قر |
| ☆ ناشر: | ☆ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور | آرٹسٹ/ڈیزائنر ڈیکٹر گرافکس: مسز عائشہ وحید |
| ☆ مطبع: | ☆ پاک کمپنی، لاہور | تاریخ اشاعت: جنوری 2020ء |

تعداد

$$\frac{PMIU}{920261} + \frac{PEF}{227591} + \frac{MLWC}{338} + \frac{G.E.G.B}{17259} + \frac{PWBB}{3504} = \frac{Total}{11,68,953}$$

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	باب نمبر
	القرآن الکریم	باب اول:
5	(الف) ناظرہ قرآن مجید: 13 تا 20 (آخر پارے)	
6	(ب) حفظ قرآن مجید: 1- سورۃ الضحیٰ	
6	2- سورۃ الزلزال	
7	3- سورۃ القارعہ	
7	(ج) حفظ و ترجمہ: 1- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا اِنْ لَيْسَ لَنَا	
8	2- رَبِّ الْخَرَجِ لِيْ صَدُوْبِيْ	
	ایمانیات اور عبادات	باب دوم:
9	(الف) ایمانیات: رسولوں پر ایمان (رسالت اور اس کے تقاضے)	
15	(ب) عبادات: 1- اسلام میں عبادت کا تصور	
19	2- دعا کی اہمیت و فضیلت	
23	3- زکوٰۃ، فضیلت اور معاشرتی اہمیت	
	سیرت طیبہ	باب سوم:
	(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ: فتح مکہ سے وصال تک)	
28	1- فتح مکہ	
33	2- غزوہ خنین	
37	3- غزوہ تبوک	
42	4- خطبہ تجزیۃ الوداع	
48	5- وصال	

- 52 - 1 سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت
- 58 - 2 میانہ روی
- 63 - 3 مساوات
- 68 - 4 محنت کی عظمت
- 73 - 5 ماحول کی آلودگی اور اسلامی تعلیمات
- 78 - 6 حقوق العباد (رشتہ دار، مہمان اور مرئیض)

ہدایت کے سرچشمے / مشاہیر اسلام

باب پنجم:

- 83 ☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- 88 ☆ حضرت فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ
- 93 ☆ صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ
- 97 ☆ علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ
- 101 فرہنگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

القرآن الکریم

باب اول

(الف) ناظرہ قرآن مجید



وضاحت: اساتذہ کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کو پارہ 13 تا پارہ 20 (8 پارے) قرآن مجید سے باقاعدہ ناظرہ پڑھائیں اور نصاب میں دی گئی سورتیں بھی حفظ کرائیں۔ ناظرہ اور حفظ والے حصے کا امتحان سال کے دوران اور سالانہ امتحان کے موقع پر زبانی بھی لیں۔ اس میں حاصل کردہ نمبر رزلٹ شیٹ میں الگ درج کیے جائیں۔ اسلامیات کے سو نمبروں میں سے چالیس نمبر اس حصے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ اسلامیات میں کامیاب ہونے کے لیے اس حصے میں کامیابی لازمی ہے۔

(ب) حفظ قرآن مجید

سُورَةُ الضُّحَى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالضُّحَىٰ ① وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ③ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ④ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ⑤ أَلَمْ يَجِدَكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ⑥ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ⑦ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ⑧ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑨ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑩ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪

سُورَةُ الزَّلْزَالِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ④ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْحَىٰ لَهَا ⑤ يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لَّيْرًا وَعَمَلًا ⑥ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ⑦ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ⑧

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَا أَذْرُكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُونُ
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ④ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
الْمَنْفُوشِ ⑤ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ⑥ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ
رَاضِيَةٍ ⑦ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ⑧ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَا
أَذْرُكَ مَا هِيَّةٌ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

(ج) حفظ و ترجمہ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحِثُّ عَلَيْنَا
إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحِثْلُنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ
مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ⑫ (سورة البقرہ 2: 286)

اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھنا اور (اے ہمارے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ
 لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ (سورۃ طہ، 20: 25 تا 28)

میرے پروردگار! (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں۔

ایمانیات اور عبادات



تعارف:

زیر نظر باب دوم ایمانیات اور عبادات دو موضوعات پر مشتمل ہے۔ ایمانیات میں رسولوں پر ایمان (رسالت اور اس کے تقاضے) کے عنوان پر قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں تمام انبیاء پر ایمان لانے، ان کی عزت و توقیر کرنے کے جذبات پروان چڑھ سکیں۔

عبادات میں اسلام میں عبادت کے تصور کی وضاحت کی گئی ہے۔ ارکان اسلام کی ترتیب اور ان کو ادا کرنے کی فضیلت اور طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ دعا ہر عبادت کی جان ہے۔ دعا کرنے سے انسان کی عاجزی کا اظہار ہوتا ہے۔ دعا کی اہمیت و فضیلت قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی فضیلت اور معاشرتی اہمیت کو بھی تحریر کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اسلامی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ دولت کو جمع کر کے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس عنوان میں زور دیا گیا ہے کہ زکوٰۃ کو نظام کے طور پر اپنا کر معاشرے میں سماجی اور معاشی خوشحالی لائی جاسکتی ہے۔

(الف) ایمانیات

رسولوں پر ایمان (رسالت اور اس کے تقاضے)

رسولوں پر ایمان

رسول کے لغوی معنی پیغام دے کر بھیجا ہوا کے ہیں۔ اصطلاح میں رسول کے معنی ہیں: ایسا برگزیدہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے جن خاص بندوں کو منتخب فرمایا ان کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں نبی اور رسول دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ سلسلہ نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا۔ اس عقیدے کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیْنَ

(سورۃ الاحزاب، 33:40)

محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

تمام انبیاء اور رسولوں پر بلا تفریق ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے منتخب، نیک، معصوم اور برگزیدہ بندے تھے۔ ان سب نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیا۔ نرے کاموں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی تلقین کی اور تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت کی تاکہ آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل ہو سکے۔

رسالت کے تقاضے

رسالت کے تقاضے درج ذیل ہیں:

1- محبت رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

محبت رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان کا اہم تقاضا ہے۔ حضرت صفوان بن قدامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کیا کہ اپنا دستِ اقدس بڑھائیں، میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا، میں نے بیعت کرتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا ہے جب تک مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ رکھے۔“

2- تعظیم رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

رسالت کا دوسرا تقاضا تعظیم رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کی تعظیم کریں۔ آپ ﷺ کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو آپ ﷺ کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ الاعراف، 7: 157)

بارگاہ رسالت میں معمولی سی بے ادبی ساری زندگی کے نیک اعمال کو غارت کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان دولت ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ سب نبیوں کی تعظیم ضروری ہے۔

3- نصرت رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کے احکام اور تعلیمات کی ترویج، اشاعت اور عملی نفاذ کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتے رہنا، رسالت پر ایمان کا تقاضا ہے۔ یہی عمل نصرت رسول ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ اب تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دین کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہر طرح کی قربانی پیش کریں۔

4- اطاعت و اتباع رسول ﷺ

رسول اکرم ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت کرنا اور زندگی کے سب معاملات میں آپ ﷺ کے احکام اور ہدایات پر چلنا، رسالت پر ایمان کا ایک تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد طریقہ یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (سورۃ النساء، 4: 59)

رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنتوں کی اتباع بھی ضروری ہے۔ اطاعت کا تعلق قولی احکام سے ہے مگر اتباع کا تعلق عملی ہدایات اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تم میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ (سورۃ آل عمران، 3: 31)

رسالت پر صحیح ایمان کے حامل وہی لوگ ہیں جو رسالت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ رسالت کے تقاضوں کو پورا کرنے سے صحیح ایمان نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے سب مسلمانوں کو چاہیے کہ رسالت کے تقاضوں کو عملی طور پر اپنائیں۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سرخروئی رسالت کے تقاضوں پر عمل کرنے سے ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اسلام کے عالمگیر اور آفاقی

پیغام کو ساری دنیا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

مشقی

1 تفصیلی جواب لکھیں۔

- (ا) عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟
 (ب) تعظیم رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کیا مراد ہے؟
 (ج) رسالت کا ایک تقاضا اطاعت رسول ہے، وضاحت کریں۔

2 مختصر جواب دیں۔

- (ا) رسول کے معنی کیا ہیں؟
 (ب) انبیاء اور رسول کس بات کی تبلیغ کرتے ہیں؟
 (ج) رسالت پر صحیح ایمان کے حامل لوگ کون ہیں؟
 (د) رسالت کے تقاضوں کو پورا کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟
 (و) بارگاہ رسالت میں معمولی سی بے ادبی کا کیا نقصان ہے؟
 خالی جگہ پُر کریں۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں..... بھیجے۔

(ب) تمام انبیاء اور رسول اللہ تعالیٰ کے..... تھے۔

(ج) اطاعت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی..... کی اطاعت ہے۔

(د) اتباع کا تعلق..... اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ ہے۔

(و) اطاعت کا تعلق..... احکام سے ہے۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) کے ساتھ ملائیں۔

کالم (ب)	کالم (الف)
ایمان مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔	(الف) اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے
جس سے اسے محبت ہوگی۔	(ب) سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور
ساری زندگی کے نیک اعمال کو عمارت کر دیتی ہے۔	(ج) تمام انبیاء اور رسل پر بلا تفریق
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوا۔	(د) آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا
کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔	(ه) بارگاہ رسالت میں معمولی سی بے ادبی

5 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() نبوت و رسالت کا سلسلہ کس نبی سے شروع ہوا؟

- (الف) حضرت نوح علیہ السلام
 (ب) حضرت آدم علیہ السلام
 (ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 (د) حضرت ابراہیم علیہ السلام
- (ب) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد طریقہ کیا ہے؟

- (الف) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت
 (ب) جنات کی اطاعت
 (ج) فرشتوں کی اطاعت
 (د) عام لوگوں کی اطاعت

(ج) آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کیا ہے؟

- (الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 (ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام
 (د) حضرت یوسف علیہ السلام
- (د) کس نبی کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے؟

- (الف) حضرت یونس علیہ السلام کو
 (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
 (ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
 (د) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

(ہ) نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے کیا ملتا ہے؟

(ب) دنیا کی محبت

(الف) اللہ تعالیٰ کی محبت

(د) مال کی محبت

(ج) دولت کی محبت

سرگرمی برائے طلبہ:

طلبہ رسالت کی ضرورت اور اس کے تقاضوں کو خوشخط انداز میں تحریر کر کے کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

رسالت کا مفہوم اور اس کے تقاضے دل کش اور جاذب نظر انداز میں طلبہ کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ ان تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔ اسی طرح طلبہ کو عقیدہ شتم نبوت اور اس کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

(ب) عبادات

اسلام میں عبادت کا تصور



اسلام میں عبادت کا تصور بہت وسیع ہے۔ اگرچہ اسلام نے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے ذریعے عبادت کا جامع نظام دیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اخلاقی، معاشی اور معاشرتی تعلیمات پر عمل کرنا بھی عبادت ہے۔ علاوہ ازیں حقوق العباد کی ادائیگی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۱﴾ (سورۃ الذّٰرئٰت: 51:56)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

نماز

اسلامی عبادت میں سے نماز سب سے افضل ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے بعد سب سے محبوب عمل نماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ تاکید نماز قائم کرنے کی آئی ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ نماز میں بندہ اپنے خالق و مالک کے سامنے عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنی پیشانی زمین پر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ اسی لیے نماز کو مومن کی معراج کہا گیا ہے۔ نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز مسلمانوں پر روزانہ پانچ بار فرض ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ بھی اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ سورۃ التوبہ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ ان میں فقراء، مساکین، عاملین، نو مسلم، غلام، قرض دار، اللہ کے راستے میں جہاد یا حصول علم میں مشغول اور مسافر شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے اُس کی رضا کی خاطر اُس کے راستے میں مال خرچ کرنا بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے اُن کو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا۔ زکوٰۃ کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ معاشرے میں محبت، ہمدردی اور امن و سکون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

روزہ

روزہ بھی اسلامی عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بومشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے، جس میں ریاکاری یا دکھلاوا نہیں ہوتا، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لیے مخصوص ہوگا۔

حج

حج ایک مالی اور بدنی عبادت ہے۔ یہ اسلام کا اہم رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اس طرح حج کیا کہ گناہوں اور فضول باتوں سے بچا رہا تو وہ پچھلے گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ حج ایک ایسی جامع عبادت ہے جس میں تمام دیگر عبادات کی روح شامل ہے۔ حج کا ہر مرحلہ روحانی و اخلاقی تربیت کا حامل ہے۔ حج کے عظیم الشان اجتماع سے اُمت مسلمہ کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے اور اتحاد و یکاگت کا عملی مظاہرہ بھی۔ حج کا اصل فائدہ روحانی تربیت ہے۔ یہ قرب الہی کا بہترین ذریعہ ہے۔

درج بالا عبادات کے علاوہ اسلام میں تبلیغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ بھی بہت بڑی عبادت ہیں۔ علاوہ ازیں روزمرہ زندگی میں دیانت داری، سچائی، عدل و انصاف، وعدے کی پابندی، کسب حلال، حقوق العباد کی ادائیگی، صبر و استقلال، غنودہ رگزر اور ارباب و قربانی سے کام لینا بھی عبادت ہے۔ غیر مسلموں سے حسن سلوک اور جانوروں پر رحم کرنا بھی نیک اعمال ہیں اور عبادت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو خلوص نیت اور پوری محنت سے انجام دینا بھی عبادت ہے۔ غرض کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو عین عبادت ہے۔

مشق

تفصیلی جواب لکھیں۔

①

() عبادت سے کیا مراد ہے؟

(ب) روزہ دار کی کیا فضیلت بیان کی گئی ہے؟

(ج) زکوٰۃ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(د) حج کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

مختصر جواب دیں۔

②

() اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو کس لیے پیدا کیا ہے؟

(ب) قرآن حکیم میں سب سے زیادہ کس چیز کا حکم آیا ہے؟

(ج) حج کیسی عبادت ہے؟

(د) حج کا عظیم الشان اجتماع کس بات کی علامت ہے؟

(ہ) قرآن مجید میں نماز کے ساتھ کس عبادت کا حکم آیا ہے؟

خالی جگہ پُر کریں۔

③

() اسلام میں عبادات کا تصور بہت ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کے لیے پیدا کیا ہے۔

(ج) رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و راسل کی اطاعت ہے۔

(د) رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

(ہ) تبلیغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ بھی بہت بڑی ہیں۔

4 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() زکوٰۃ کیسی عبادت ہے؟

(الف) بدنی

(ب) مالی

(ج) زبانی

(د) بدنی اور مالی

(ب) حج کے عظیم الشان اجتماع سے اُمتِ مسلمہ کی کس چیز کا اظہار ہوتا ہے؟

(الف) شان و شوکت

(ب) تعداد

(ج) تقویٰ

(د) سچائی اور دیانت داری

(ج) جنت کی کنجی کیا ہے؟

(الف) حج

(ب) روزہ

(ج) نماز

(د) زکوٰۃ

(د) کس عبادت میں ریاکاری اور دکھلا دانی نہیں ہوتا؟

(الف) نماز

(ب) حج

(ج) زکوٰۃ

(د) روزہ

(ہ) کس عبادت سے مال پاک ہو جاتا ہے؟

(الف) زکوٰۃ

(ب) نماز

(ج) عبرت و استغفار

(د) دیانت داری

سرگرمی برائے طلبہ:

ارکانِ اسلام کا ایک چارٹ تیار کریں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

اسلامی عبادات کے روحانی اور جسمانی فوائد و ثمرات کو مدلل اور مؤثر انداز میں بیان کریں۔

دعا کی اہمیت و فضیلت



معنی و مفہوم

دعا کے لفظی معنی ہیں پکارنا۔ اصطلاح میں دعا سے مراد اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق ماننے ہوئے اس کی بارگاہ میں درخواست پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دنیا کا سارا نظام اسی کے حکم سے چل رہا ہے۔ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔ ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکارنا چاہیے اور اسی سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ بے شک وہ سنتا ہے اور جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن، 40:60)

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔

اہمیت

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عبادت کی روح قرار دیا ہے۔ جب کوئی بندہ انتہائی عاجزی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرتا ہے اور اسی کو حاجت روا اور کارساز سمجھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد پیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

(سورۃ البقرہ، 2:186)

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے پاس ہوں)۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگا کرتے تھے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے، اس کی حمد و ثنا کرتے، اس کی رحمتوں اور نعمتوں کا شکر بجالاتے اور سب سے آخر میں اپنی خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔

دعا کی فضیلت

نبی اکرم ﷺ نے دعا کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے اسے مومن کا ہتھیار قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے۔ جن میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام، کی دعائیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ خود بھی یہ دعا کثرت سے مانگا کرتے تھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرہ، 2: 201)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

کوئی دعا اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے تحت درجہ قبولیت حاصل نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس دعا کا بہترین بدلہ عطا فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنا تکبر کے مترادف ہے۔ تکبر شیطانی صفت ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہو جاتا ہے، جو اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کے وقت اس سے دعا نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور پیغمبرؐ کو، تکلیف، مصیبت اور آزمائش کے وقت اپنے رب کے حضور اپنی حاجات پیش کرتے رہے، اس کی نعمتوں کا شکر بجالاتے، مشکل حالات میں اس کی رضا پر صبر کرتے اور آخرت میں کامیابی کے لیے دعائیں مانگتے رہے۔

آداب دعا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کے کچھ آداب درج ذیل ہیں:

- 1- بہتر ہے کہ دعا با وضو ہو کر مانگی جائے۔
- 2- دعا قبلہ رخ ہو کر مانگی جائے۔
- 3- دعا کے وقت ہتھیلیوں کا رخ چہرے کی جانب ہو اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیر لیے جائیں۔
- 4- دعا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا بیان کی جائے۔ پھر نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔ اس کے بعد اپنے لیے دعا مانگی جائے۔

- 5- دعا کرتے وقت پورا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔
 6- دعا انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع سے مانگی جائے۔
 7- دل میں پختہ یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ دعا کو ضرور قبول کرے گا۔
 8- اگر دعا فوراً قبول نہ ہو تو بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ بار بار دعا کی جائے۔



مشق

تفصیلی جواب تحریر کریں۔

①

- () اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی کیا اہمیت ہے؟
 (ب) دعا مانگنے کی فضیلت بیان کریں۔
 (ج) قرآن مجید میں دعا مانگنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟
 (د) دعا مانگنے کے کوئی سے پانچ آداب بیان کریں۔

مختصر جواب دیں۔

②

- () اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنا کس کے مترادف ہے؟
 (ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی دعا کثرت سے مانگا کرتے تھے؟
 (ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح دعا مانگا کرتے تھے؟
 (د) اگر دعا فوراً قبول نہ ہو تو کیا کیا جائے؟
 (و) دعا مانگتے ہوئے دل میں کیا یقین رکھنا چاہیے؟

خالی جگہ پر کریں۔

③

- () دعا کے لفظی معنی..... کے ہیں۔
 (ب) ہر مشکل میں..... کو ہی پکارنا چاہیے۔
 (ج) دعا کرتے وقت پورا دھیان..... کی طرف رہے۔
 (د) جب کوئی اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو وہ اس کا..... دیتا ہے۔

(د) اصل حاجت روا اور..... اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

4 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

(ا) اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور پیغمبر آخرت میں کامیابی کے لیے کیا عمل کرتے رہے؟

(الف) دعائیں دیتے رہے (ب) دعائیں مانگتے رہے

(ج) دن رات جاگتے رہے (د) جنگ کرتے رہے

(ب) قرآن مجید میں کن کی دعاؤں کا ذکر ہے؟

(الف) انبیاء (ب) اولیاء

(ج) شہداء (د) صدیقین

(ج) کن حالات میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے؟

(الف) صرف مشکل حالات میں (ب) صرف سفر کے دوران

(ج) صرف خوشحالی میں (د) ہر قسم کے حالات میں

(د) لفظی اعتبار سے دعا کے معنی کیا ہیں؟

(الف) طلب کرنا (ب) پکارنا

(ج) دوڑنا (د) خرچ کرنا

(ہ) دعائے مانگنے کے آداب میں شامل ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان (ب) صاف ستھرے کپڑے

(ج) قیمتی لباس (د) پرسکون ماحول

سرگرمی برائے طلبہ:

سبق میں دی گئی دعائیں اور قرآن مجید میں سے کچھ اور دعائیں زبانی یاد کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی معروف دعائیں سنائیں اور ان دعاؤں کے پڑھنے کے فوائد و ثمرات سے آگاہ کریں۔

زکوٰۃ: فضیلت اور معاشرتی اہمیت



معنی و مفہوم

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں پاک ہونا، بڑھنا یا نشوونما پانا۔ اصطلاح میں حلال طریقے سے کمائے گئے مال میں سے مقررہ شرح کے ساتھ مبین حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مسلمان کا مال نہ صرف پاک ہو جاتا ہے بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور وہ مزید بڑھتا ہے۔

زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس ایک خاص مقدار میں سونا، چاندی، نقدی یا سامان تجارت موجود ہو۔ اس خاص مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔ زکوٰۃ کسی مال یا چیز پر اس وقت فرض ہوتی ہے، جب اسے جمع کیے ہوئے پورا ایک سال گزر جائے۔

مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ کے مستحق افراد ہیں۔ ان کی تعداد آٹھ ہے۔ سورۃ التوبہ میں مصارف زکوٰۃ کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَافَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ
وَالْغَرَامِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ○ (سورۃ التوبہ، 60:9)

صدقات یعنی زکوٰۃ تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے)۔

زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت

زکوٰۃ اہم ترین مالی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (سورۃ البقرہ، 2: 43)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو بے شمار مال و دولت سے نوازا ہے اور کچھ کو کم۔ جس طرح زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی طرح رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اس بات کا اظہار بھی ہے کہ مال و دولت دراصل اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اس لیے اس کے حکم کے مطابق مسکین اور دوسرے مستحق لوگوں کو بھی اس میں سے حصہ دیا جائے۔ جب کوئی مسلمان مال و دولت جیسی نعمت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اسے اپنے اوپر قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ وہ یہ قرض کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کا بہت زیادہ ثواب اور ادا نہ کرنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔

زکوٰۃ کی معاشرتی اہمیت اور فوائد

معاشرتی لحاظ سے زکوٰۃ کے بہت سے فوائد ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- 1- زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور وہ بڑھتا ہے۔
- 2- زکوٰۃ کے ذریعے امیر لوگوں کے دلوں میں غریب لوگوں کے لیے ہمدردی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح غریبوں کے دلوں میں امیروں کے لیے احترام بڑھتا ہے جس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔
- 3- زکوٰۃ کی رقم سے قومی بہبود کے فلاحی کام مکمل ہوتے ہیں۔
- 4- زکوٰۃ کی ادائیگی سے دلوں میں مال کا لالچ اور محبت کم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔
- 5- زکوٰۃ کے نظام سے معاشرے کے پے ہوئے طبقات اور محروم لوگوں کے دلوں کے اندر احساس محرومی ختم ہو جاتا ہے اور وہ خود کو معاشرے کا اہم فرد سمجھنے لگتے ہیں۔
- 6- زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔
- 7- زکوٰۃ کی وجہ سے نئے نئے مسلمان ہونے والے گھرانے زیادہ اعتماد اور اطمینان کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو سمجھنے لگتے ہیں۔

اسلام نے زکوٰۃ کی بدولت ایک شہری معاشی نظام دیا ہے۔ اسی نظام کی بدولت افراد معاشرہ میں خوشحالی اور بہتر روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے معاشرہ کے ہر فرد کے پاس جاتی ہے۔ معاشی نظام کی بہتری کی وجہ سے ملک و ملت کے لوگوں کو باہمی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اسلامی نظام پر عمل کرنے سے استحصالی قوتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور قومی فلاحی ریاست تشکیل پاتی ہے۔



تفصیلی جواب دیں۔

①

(ا) زکوٰۃ کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

(ب) زکوٰۃ کے مصارف کون کون سے ہیں؟

(ج) زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت لکھیں۔

مختصر جواب دیں۔

②

(ا) زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

(ب) زکوٰۃ دینے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتا ہے؟

(ج) زکوٰۃ کے دو فوائد لکھیں۔

(د) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے گئے مال کی کیا حیثیت ہے؟

(ه) معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

خالی جگہ پر کریں۔

③

(ا) زکوٰۃ کے لفظی معنی..... ہیں۔

(ب) زکوٰۃ ایک..... عبادت ہے۔

(ج) قرآن مجید میں کئی مقامات پر نماز قائم کرنے اور..... کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔

(د) مال و دولت دراصل اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔

(ه) زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد..... پاک ہو جاتا ہے۔

درست فقروں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

(ا) زکوٰۃ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(ب) زکوٰۃ کے معنی ہیں، دولت خرچ کرنا۔

(ج) زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہو جاتا ہے۔

(د) زکوٰۃ کی رقم ادا کرنے سے دراصل مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ه) مسافروں کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

(ا) سونے کا نصاب کتنا ہے؟

(الف) ساڑھے پانچ تولے

(ب) چھ تولے

(ج) ساڑھے سات تولے

(د) آٹھ تولے

(ب) زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہو جاتی ہے؟

(الف) چھ ماہ بعد

(ب) ایک سال بعد

(ج) دو سال بعد

(د) تین سال بعد

(ب) مصارف زکوٰۃ کی تفصیل قرآن مجید کی کس سورت میں بیان کی گئی ہے؟

(الف) سورۃ البقرہ میں

(ب) سورۃ التسماء میں

(ج) سورۃ التوبہ میں

(د) سورۃ الغاشیہ میں

(د) زکوٰۃ کے ذریعے امیر لوگوں کے دلوں میں کون سا جذبہ پیدا ہوتا ہے؟

(الف) دشمنی کا

(ب) منافقت کا

(ج) وعدہ خلافی کا

(د) ہمدردی کا

(ہ) مصارفِ زکوٰۃ کتنے ہیں؟

(ب) چھ

(الف) پانچ

(د) آٹھ

(ج) سات

سرگرمی برائے طلبہ:

طلبہ مصارفِ زکوٰۃ کے موضوع پر باہم مذاکرہ کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

بچوں کو موجودہ دور میں زکوٰۃ کے نظام کی معاشرتی اہمیت بتائیں۔

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی کی زندگی دوسرے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ ہوتی تھی۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہدایت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس باب میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی خاطر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایثار و قربانی کی درخشاں مثالوں کا ذکر کیا گیا ہے اور سیرت طیبہ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فتح مکہ



پس منظر

صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ دونوں دس سال تک جنگ نہیں کریں گے، عرب قبائل جس فریق کے ساتھ ملنا چاہیں مل جائیں۔ قبیلہ بنو خزاعہ مسلمانوں کا حلیف بن گیا، جبکہ بنو بکر نے قریش مکہ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ پرانی دشمنی کی بنا پر بنو بکر نے بنو خزاعہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا۔ بنو خزاعہ نے مجبوراً خانہ کعبہ میں پناہ لی، لیکن بنو بکر نے حرم میں داخل ہو کر بنو خزاعہ کا خون بہایا۔ قریش مکہ نے بنو بکر کا بھرپور ساتھ دیا۔

بنو خزاعہ کے ایک وفد نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قریش اور بنو بکر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور خانہ کعبہ کی حرمت کا بھی خیال نہیں رکھا۔ ہم آپ ﷺ کے حلیف ہیں، آپ ﷺ ہماری مدد کریں۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قریش مکہ کی طرف بھیجا اور درج ذیل تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیں تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

1- بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہادیں۔

2- بنو بکر کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔

3- معاہدہ حدیبیہ کے ختم کرنے کا اعلان کریں۔

قریش مکہ نے جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیسری شرط قبول کر لی۔

جلد ہی قریش کو اپنی بد عہدی کا احساس ہو گیا۔ انھوں نے ابوسفیان کو اپنا نمائندہ بنا کر مدینہ منورہ بھیجا تا کہ حدیبیہ کے معاہدے کی پھر سے تجدید کرے۔ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملا لیکن صلح کی تمام کوششوں میں ناکامیوں کے بعد ابوسفیان مکہ مکرمہ واپس لوٹ گیا۔

اسلامی لشکر کی مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی

رسول اکرم ﷺ 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف آ رہے تھے۔ وہ مقام جھ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق انھوں نے اپنے اہل و عیال کو مدینہ منورہ بھیج دیا اور خود لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا اور آپ ﷺ کا آخری پڑاؤ مراء الظہران میں تھا، یہاں سے مکہ مکرمہ تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمام فوج نے الگ الگ جگہ آگ روشن کی۔ قریش کو لشکر اسلام کی روانگی کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ تحقیق کے لیے انھوں نے ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو بھیجا۔ اس تجسس میں ان کا گزر مراء الظہران میں ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کے خیمہ کی حفاظت پر جو دستہ متعین تھا، انھوں نے ابوسفیان وغیرہ کو دیکھ لیا اور پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ابوسفیان کو اسلام کی دعوت دی۔ ابوسفیان نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لی اور ایمان لے آئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کر دو تا کہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کا نظارہ آنکھوں سے دیکھ لیں۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ابوسفیان رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو عزت دی اور فرمایا کہ جو کوئی ابوسفیان رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر میں پناہ لے گا اسے امان ہے۔ اس کے علاوہ جو ہتھیار ڈال دے، مسجد حرام میں داخل ہو جائے یا اپنا دروازہ بند کر لے، اس کو بھی امان ہے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تیزی سے مکہ مکرمہ پہنچے اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے امان کا پیغام لوگوں کو دیا اور قریش مکہ کو بتایا کہ ان میں مسلمانوں سے لڑنے کی ہمت نہیں ہے۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسلامی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لشکر سے لڑنے کے لیے قریش کے کچھ نوجوان آئے، جو معمولی سی جھڑپ میں قریباً تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے کوہ صفا پر حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جا ملے۔

مسجد حرام میں داخلہ

اس کے بعد حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انصار اور مہاجرین کے ساتھ مسجد حرام کے اندر تشریف لائے۔ حجر اسود کو چوما اور اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ طواف کے بعد حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے خانہ کعبہ کی چابی لی۔ اس وقت آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی اور بیت اللہ کے اندر تین سو ساٹھ ہت رکھے ہوئے تھے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسی کمان سے خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تمام بت گرا دیے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بتوں کو ٹھوک مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورۃ بنی اسرائیل، 81:17)

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی اور باہر تشریف لائے۔ قریش مسجد حرام میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کے بعد قریش سے فرمایا: قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ وہ بولے: اچھا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے صاحب زادے ہیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں، جو حضرت یوسف

عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔ ”آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔“
اس موقع پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غصہ و درگزر سے کام لیتے ہوئے قریش مکہ کو معاف کر دیا اور خانہ کعبہ کو تمام
بتوں سے پاک کر دیا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے غصہ و درگزر اور رحم دلی سے قریش مکہ بھی ایمان لے آئے۔

مشقی

تفصیلی جواب تحریر کریں۔

- (1) (ا) فتح مکہ کا پس منظر اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔
- (ب) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کریں۔
- (ج) فتح مکہ کی مناسبت سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک پیرا گراف تحریر کریں۔
- (د) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فتح مکہ کے موقع پر مسجد حرام میں داخل ہونے کا منظر اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

مختصر جواب لکھیں۔

- (2) (ا) نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے قریش کو کون سی تین شرطیں پیش کیں؟
- (ب) لشکر اسلام نے مر الظهران پہنچ کر کیا کام کیا؟
- (ج) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت افزائی کس طرح فرمائی؟
- (د) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بتوں کو ٹھوکرا مارتے ہوئے کیا فرماتے جاتے تھے؟
- (ه) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے قریش سے خطاب میں کیا ارشاد فرمایا؟

خالی جگہ پُر کریں۔

- (3) (ا) قبیلہ بنو مخزوم اور میں دو برجائلیت سے دشمنی اور لڑائیاں چلی آ رہی تھیں۔
- (ب) فتح مکہ کے موقع پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔
- (ج) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کو امان دی۔
- (د) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے طواف اپنی پر بیٹھ کر فرمایا۔
- (ه) میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں، جو حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنے سے کہی تھی۔

4 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() کافروں نے بیت اللہ کے اندر بت رکھے ہوئے تھے؟

(الف) تین سو تیرہ (ب) تین سو تیس

(ج) تین سو ساٹھ (د) تین سو ستر

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی کن سے لی؟

(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ب) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(ج) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (د) حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے بتوں کو ٹھوک مارتے جاتے تھے؟

(الف) چھڑی سے (ب) سلاخ سے

(ج) کمان سے (د) تلوار سے

(د) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھڑپ میں کتنے مشرک مارے گئے؟

(الف) قریباً بارہ (ب) قریباً تیرہ

(ج) قریباً پندرہ (د) قریباً بیس

(د) قریش کا کون سا سردار معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچا؟

(الف) ابو جہل (ب) ابوسفیان

(ج) ابولہب (د) عقبہ

سرگرمی برائے طلب:

فتح مکہ کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو فتح مکہ کے فوائد و ثمرات کے بارے میں بتائیں۔

غزوة حنین



حنین مکہ مکرمہ سے تقریباً چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ یہاں پر موجود دو قبیلے ہوازن اور ثقیف اپنے آپ کو بہت طاقتور اور بہادر سمجھتے تھے اور اسلام کا غلبہ پسند نہیں کرتے تھے۔ ان دو قبائل کے ساتھ دیگر قبائل کے لوگ بھی شامل ہو گئے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو یہ قبیلے اسلام قبول کرنے کی بجائے مکہ مکرمہ پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ بنو ہوازن کا سردار مالک بن عوف تمام قبائل کے مال مویشی، بچے اور خواتین بھی میدان جنگ میں ساتھ لے آیا، تاکہ ان قبائل کے جنگجو مردانگی سے لڑیں۔ یہ تمام قبائل وادی اوطاس میں خیمہ زن ہوئے۔ اوطاس کی وادی حنین کے قریب واقع ہے۔

اسلامی لشکر کی حنین کی طرف پیش قدمی

6 شوال 8 ہجری کو رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ بارہ ہزار افراد کا لشکر آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ دس ہزار وہ جو فتح مکہ کے لیے آپ ﷺ کے ہمراہ تشریف لائے اور دو ہزار مکہ کے لوگ جن میں اکثریت نو مسلموں کی تھی۔ مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے لشکر کی کثرت دیکھ کر کہا کہ ہم آج ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ پر گراں گزری۔

اسلامی لشکرات کے وقت وادی حنین پہنچا۔ مالک بن عوف پہلے ہی اپنا لشکر اس وادی میں اتار کر مختلف جگہوں پر پھیلا اور چھپا چکا تھا۔ مسلمان دشمن کی موجودگی سے بالکل بے خبر تھے۔ مسلمان آگے بڑھے، تو بنو ہوازن کے جنگجوؤں نے اچانک مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ اس اچانک حملے سے مسلمان سنبھل نہ سکے۔ ان میں ایسی بھگدڑ مچی کہ کوئی کسی کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ ہر طرف افراتفری کا سماں تھا۔

اس شدید بھگدڑ میں بھی رسول اللہ ﷺ استقامت کا پہاڑ بنے رہے، آپ ﷺ کا رخ کفار کی جانب تھا اور آپ ﷺ آگے بڑھتے ہوئے فرما رہے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَكَا إِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا، کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی: "بیعت رضوان والو.....!" کہاں ہو؟ یہ آواز سن کر تمام مسلمان واپس مڑے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لے کر دشمن کی طرف پھینکی۔ یہ مٹی اس طرح پھیلی کہ دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا، جس کی آنکھ اس سے بھر نہ گئی ہو۔ اس طرح دشمن کی قوت ٹوٹی چلی گئی۔

دشمن کی واضح شکست

تھوڑی ہی دیر میں دشمن کو واضح شکست ہوئی۔ بنو ثقیف کے سردار آدمی مارے گئے اور ان کے مال، ہتھیار، خواتین اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ بطور مال غنیمت آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"خدا نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگ) خنین کے دن۔ جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرور تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے۔ پھر خدا نے اپنے پیغمبر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی (اور تمہاری مدد کو فرشتوں کے لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان سے) اتارے اور کافروں کو عذاب دیا۔ اور کفر کرنے والوں کی جہنم سزا ہے۔" (سورۃ التوبہ، 26:25:9)

غرور و خنین سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ظاہری اسباب پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ شجاعت اور بہادری کے ساتھ میدان میں اترنا چاہیے۔ ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔

مشق

① تفصیلی جواب لکھیں۔

- () قبیلہ بنو ہوازن کے سردار نے اسلامی لشکر سے جنگ لڑنے کے لیے کس طرح تیاری کی؟
- (ب) غزوہ خنین کی ابتدا میں مسلمان کیوں پسپا ہوئے؟
- (ج) غزوہ خنین میں رسول اکرم ﷺ کی شجاعت کا حال بیان کریں۔
- (د) غزوہ خنین سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

مختصر جواب لکھیں۔

2

- (ا) وادی حنین مکہ مکرمہ سے کتنی دور ہے؟
 (ب) اوطاس کی وادی کہاں ہے؟
 (ج) غزوہ حنین کس بن ہجری میں پیش آیا؟
 (د) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کن الفاظ میں پکارا؟
 (و) غزوہ حنین میں بنو ثقیف کے کتنے آدمی مارے گئے؟

خالی جگہ پُر کریں۔

3

- (ا) غزوہ حنین میں اسلامی لشکر کی تعداد..... ہزار تھی۔
 (ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی بھر..... لے کر دشمن کی طرف پھینکی۔
 (ج) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی..... بہت بلند تھی۔
 (د) اسلامی لشکر..... کے وقت وادی حنین پہنچا۔
 (و) اللہ تعالیٰ نے بہت سے موقعوں پر تم کو..... دی ہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

- (ا) غزوہ حنین میں دشمن کے کتنے آدمی مارے گئے؟

(الف) پچاس (ب) ساٹھ

(ج) ستر (د) اسی

- (ب) بنو ہوازن کے سردار کا نام کیا تھا؟

(الف) مالک بن عوف (ب) عدی بن عوف

(ج) مالک بن ولید (د) سفیان بن حرب

(ج) اسلامی لشکر میں مکہ مکرمہ کے نو مسلم لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟

(الف) ایک ہزار (ب) دو ہزار

(ج) تین ہزار (د) چار ہزار

(د) بھگدڑ مچ جانے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ کتنے آدمی رہ گئے؟

(الف) دس (ب) گیارہ

(ج) بارہ (د) تیرہ

(ہ) غزوہ خنین کس سن ہجری میں لڑی گئی؟

(الف) سات ہجری (ب) آٹھ ہجری

(ج) نو ہجری (د) دس ہجری

سرگرمی برائے طلبہ:

اس سبق کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی بہادری اور بصیرت پر ایک مضمون تیار کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو غزوہ خنین میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے احوال بتائیں۔

غزوة تبوک

3

پس منظر

فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کا زعب و دبدبہ پورے عرب پر بیٹھ چکا تھا۔ لوگ گروہ درگروہ اسلام قبول کر رہے تھے۔ اردگرد کی ریاستیں جن کے فرمانرواؤں کو نبی اکرم ﷺ پہلے ہی خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دے چکے تھے، مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی طاقت سے خوفزدہ تھے۔ روم کا حکمران ہرقل ان میں سرفہرست تھا۔ اس نے چالیس ہزار کالشکر تیار کیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی، کہ رومی فوجیں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے شام کی سرحد پر جمع ہونا شروع ہو رہی ہیں، تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔

جہاد کی تیاری اور روانگی

مسلمانوں کے لیے قحط سالی کی وجہ سے یہ مالی تنگدستی کا زمانہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جہاد کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ایسی مثالیں قائم کیں جن کو قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔

اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے، ایک ہزار دینار اور دو سو اوقیہ چاندی، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنی اپنی استطاعت سے بڑھ کر جہاد کی تیاری میں حصہ لیا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر بے سرو سامان تھے، کہ وہ جہاد کی تیاری میں حصہ نہ لے سکے۔ انھوں نے اپنی جائیں بارگاہ و رسالت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ انھیں بھی جہاد فی سبیل اللہ میں ساتھ لے جایا جائے۔ آپ ﷺ نے سوار یوں کی کمی کی وجہ سے انھیں مدینہ منورہ میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا۔ خلوص، جذبات اور جہاد پر

ساتھ نہ جاسکے کی حسرت میں ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ﴿92-9﴾ (سورۃ التوبہ، 92-9)

ترجمہ: اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

سن 9 ہجری میں نبی اکرم ﷺ کی قیادت میں تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شام کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں مسلمان مجاہدین کی یہ سب سے بڑی تعداد تھی۔ ان میں دس ہزار سوار تھے۔ سواروں کی کمی کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باری باری سواری کرتے تھے۔ اٹھارہ آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ طویل سفر پیدل ہی طے کیا۔ مسلمانوں نے آٹھ سو پانچ کلو میٹر کا یہ فاصلہ انتہائی استقامت، صبر، حوصلے اور جواں مردی سے طے کیا۔ سفر کی تمام تر تکالیف کو عزم اور ہمت سے برداشت کیا۔ سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے اسے حیش العسرۃ یعنی تنگی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے۔

رومیوں کی شکست

مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کے نتیجے میں رومی فوج اسلامی لشکر کے مقابلے کی ہمت نہ کر سکی۔ اس لیے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ بیس دن تک تبوک کے مقام پر قیام کیا اور پھر واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جب اسلامی فوج کی مدینہ منورہ میں واپسی کی خبر پہنچی تو عورتوں، بچوں اور بچیوں نے آپ ﷺ کا اسی طرح والہانہ استقبال کیا جس طرح ہجرت مدینہ کے موقع پر کیا تھا۔

نتائج

اس غزوہ کے درج ذیل نتائج برآمد ہوئے:

- 1- مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔
- 2- رومیوں اور شامیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔
- 3- گرد و نواح کی عیسائی آبادیوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ بڑھ گیا۔
- 4- بہت سے سرحدی قبائل نے جزیہ دے کر مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔

5- اسلامی سلطنت کی سرحدیں مزید پھیل گئیں۔ کئی قبائل اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے۔ مال و دولت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آواز پر حاضر خدمت کر دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہمیشہ کوشش رہتی کہ اسلام کی عزت اور وقار کی خاطر اپنا سب کچھ خرچ کر دیا جائے۔

اس سبق سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کا تقویٰ اور نیقوں کو دیکھتا ہے اور خالص نیت ہونے کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ اگر ہم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالیں تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔



① تفصیلی جواب لکھیں۔

- () غزوہ تبوک کیوں پیش آیا؟
 (ب) غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح مالی مدد کی؟
 (ج) مدینہ منورہ سے تبوک تک کا سفر کیسا تھا؟
 (د) رومی فوج مقابلے میں کیوں نہ آئی؟
 (ه) غزوہ تبوک کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

② مختصر جواب دیں۔

- () رومی فوجیں کس ملک کی سرحد پر جمع ہونا شروع ہوئیں؟
 (ب) ہر قتل نے کتنے افراد کا لشکر تیار کیا؟
 (ج) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لیے کیا پیش کیا؟
 (د) بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آنکھوں سے آنسو کیوں نکل پڑے؟
 (ه) عیش الغمرہ کا مطلب کیا ہے؟

3) خالی جگہ پُر کریں۔

- () حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا..... سامان پیش کیا۔
 (ب) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تبوک کا طویل سفر..... طے کیا۔
 (ج) بہت سے سرحدی قبائل نے..... دے کر مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔
 (د) غزوہ تبوک میں سوار مجاہدین کی تعداد..... تھی۔
 (و) مسلمانوں نے..... کلومیٹر کا فاصلہ انتہائی استقامت اور صبر سے طے کیا۔

4) درست جواب پر صحیح کا نشان لگائیں۔

() مسلمانوں نے تبوک کے مقام پر قیام کیا:

- (الف) پندرہ دن
 (ب) بیس دن
 (ج) پچیس دن
 (د) پچاس دن

(ب) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک میں پیش کیا:

- (الف) سارا سامان
 (ب) آدھا سامان
 (ج) نو سو اونٹ
 (د) کچھ سامان

(ج) اسلامی لشکر کی جہاد پر روانگی کے وقت بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آنسو نکل پڑے:

- (الف) خوشی میں
 (ب) تکلیف میں
 (ج) حسرت میں
 (د) درد سے

(د) غزوہ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد تھی:

- (الف) دس ہزار
 (ب) بیس ہزار
 (ج) تیس ہزار
 (د) چالیس ہزار

(د) تبوک نام ہے:

(ب) حفص کا

(الف) جگہ کا

(د) دریا کا

(ج) شہر کا

سرگرمی برائے طلبہ:

سبق میں مذکور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام کی خاطر مالی ایثار و قربانی کے حوالے سے کمرۂ جماعت میں تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد سے آگاہ کریں۔

خطبہ حجۃ الوداع



فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو تمام بتوں سے پاک کر دیا تھا لیکن آپ ﷺ نے ابھی تک حج نہیں کیا تھا۔ اسی اثناء میں سورۃ النصر نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اب لوگ گروہ درگروہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ پس آپ ﷺ اپنے رب کی تسبیح کیجیے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں۔ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اب آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ۱۰ ہجری کو باقاعدہ حج کرنے کا ارادہ کیا۔ تمام قبائل میں اعلان کر دیا گیا کہ وہ اگر چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کر سکتے ہیں۔ اس اعلان پر مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد نے بلیک کہا اور تمام اطراف سے مسلمان گروہ درگروہ مدینہ منورہ میں جمع ہونا شروع ہوئے اور چند ہی دنوں میں ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمانوں کا مجمع جمع ہو گیا۔

آپ ﷺ تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر 26 ذیقعدہ کو مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے لیے سواونٹ لیے، مدینہ منورہ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مقام ذوالحلیفہ سے رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمانوں نے حج کا احرام باندھا۔ 4 ذوالحجہ کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، خانہ کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا ”اے اللہ! اس گھر کو اور زیادہ شرف عطا کر۔“ 8 ذوالحجہ کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے منیٰ تشریف لائے اور یہیں رات گزاری۔ دوسرے دن حج کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر عرفات کے میدان میں تشریف لائے۔ اس دوران آپ ﷺ ہر موقع پر لوگوں کے سامنے حج کے مسائل کی وضاحت کرتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے زندگی میں صرف ایک حج ادا کیا اور اس کے چند ماہ بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اس لیے اسے حجۃ الوداع یا الوداعی حج کہتے ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے اپنا مشہور خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ میدان عرفات میں خطبہ سننے والوں کی تعداد قریباً ایک لاکھ چوالیس ہزار تھی۔ یہ خطبہ تاریخ اسلام میں مذہبی اور سیاسی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نیک کام کرنے پر زور دیتا ہوں۔

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ کسی عربی کو غیر عربی پر اور کسی غیر عربی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔ تم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔

اے لوگو! تمہاری جان، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں اور زمانہ جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے، صرف اصل سرمائے تمہارے ہیں، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ خبردار! جس کے پاس کسی کی امانت ہو، پس اسے چاہیے کہ وہ مالک کو لوٹا دے۔

اے لوگو! تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے۔ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی دوسرے سے پامال نہ کرائیں اور تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے آدمی کو گھر میں نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور کوئی بے حیائی کا کام نہ کریں اور تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تم نے انہیں اپنے لیے حلال کیا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔ خبردار! ہر مجرم کے جرم کا وبال اسی پر ہے۔ باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں ہے اور نہ بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار ہے۔ اگر کئی ہوئی ناک والا جیسی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق لے کر چلے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک انہیں تمہارے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے یعنی قرآن مجید اور اپنی سنت۔

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تین مرتبہ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کیا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور حق نبوت ادا کر دیا ہے اور پوری خیر خواہی فرمادی ہے۔ یہ سن کر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا، پس جو یہاں موجود ہیں وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچادیں، جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اونٹنی سے نیچے اترے اور سجدہ شکر ادا کیا، پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر تکمیل دین والی آیت نازل ہوئی۔

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت کے چند نکات درج ذیل ہیں:

1- مساوات کا درس

رسول اللہ ﷺ سے قبل لوگ مختلف طبقات میں تقسیم تھے۔ غلام آقا کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ عام لوگ سرداروں کے ساتھ گفتگو کرنے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ ساری سرحدیں توڑ کر انسانوں کو برابر کر دیا اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ کو قرار دیا۔

2- وحدت و اخوت

اس خطبہ مبارکہ کے ذریعے یہ پیغام دیا گیا کہ انسانیت کا اتحاد اسلامی بھائی چارے پر مشتمل ہے۔ اس خطبے میں آپ ﷺ نے رنگ و نسل کے جھوٹے امتیازات کو مٹا کر اسلامی معاشرے میں اخوت پر زور دیا ہے۔ اسلامی اخوت وہ رشتہ ہے جو تمام دیگر رشتوں سے بالاتر ہے۔

3- امن و آشتی کی تعلیم

اس خطبہ میں امن و آشتی کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ یہ بات تہذیب و تمدن اور سماجی ترقی کی بنیاد ہے۔

4- سودی کاروبار کا خاتمہ

سارے عرب میں نہایت وسیع سودی کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ سرمایہ دار غریبوں کا خون چوستے تھے اور ہر مقروض اپنے قرض خواہ کا غلام تھا گویا مخلوق الہی اس ظالمانہ نظام میں جکڑی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے اسے رہائی دلائی۔

5- حقوق نسواں کا تحفظ

اسلام سے پہلے عورتوں کے حقوق بری طرح پامال ہوتے تھے۔ اس خطبہ کے ذریعے ان کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا گیا اور یہ تعلیم دی گئی کہ ان کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کیا جائے۔

6- جان، مال اور عزت کی حرمت

عرب میں جان، مال اور عزت کی کوئی ضمانت اور حفاظت نہ تھی جو جس کو چاہتا قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا اس طرح کسی کے ہاتھوں کسی کی عزت محفوظ نہ تھی۔ حقیقت میں ایک صحت مند اور مثالی معاشرہ اسی صورت میں وجود میں آسکتا ہے جب جان، مال اور عزت کو تحفظ حاصل ہو۔

7- ہدایت الہی کا ذریعہ

خطبہ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ ہدایت الہی کا واحد ذریعہ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ ان دونوں کی تعلیمات پر عمل کر کے پوری امت باعزت اور کامیاب زندگی گزار سکتی ہے۔

خطبہ تجتہ الوداع کی اہمیت اور فضیلت آج بھی تسلیم شدہ ہے۔ یہ خطبہ تعلیمات اسلام کا خلاصہ ہے۔ اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ عالمگیر اور آفاقی حیثیت پر مشتمل ہے۔ اس کا مرکزی نکتہ انسان کی عزت، مقام اور مرتبہ کی حفاظت ہے۔ اس میں ہر عالم نظام کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ اس خطبہ مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ اقوام متحدہ نے اپنے انسانی حقوق کی شقوں میں خطبہ مبارکہ کی کئی شقیں شامل کی ہیں۔ ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اس خطبہ سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرے۔

مشق

① تفصیلی جواب لکھیں۔

- (ا) خطبہ تجتہ الوداع کے پس منظر کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔
 (ب) عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارے میں آپ ﷺ نے خطبہ تجتہ الوداع میں کیا ارشاد فرمایا؟
 (ج) خطبہ تجتہ الوداع میں اسلامی مساوات کی اہمیت بیان کریں۔
 (د) خطبہ تجتہ الوداع کی روشنی میں جان، مال اور عزت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

(د) ہدایت الہی کا ذریعہ کون سا ہے اور اس کو اپنانے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟
مختصر جواب دیں۔

2

(ا) آپ ﷺ کس تاریخ کو مکہ مکرمہ حج کے لیے روانہ ہوئے؟
(ب) ذوالحجہ کی کس تاریخ کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کو دیکھ کر کیا
ارشاد فرمایا؟

(ج) خطبہ نجویۃ الوداع میں آپ ﷺ نے امانت کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟
(د) اطاعت امیر کی اہمیت کے متعلق آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟
(و) خطبہ نجویۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس بات کی گواہی لی؟
خالی جگہ پُر کریں۔

3

(ا) فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے کو تمام بتوں سے پاک کر دیا۔
(ب) خبردار ہر مجرم کے جرم کا اسی پر ہے۔
(ج) آپ ﷺ کی اونٹنی کا نام تھا۔
(د) خطبہ نجویۃ الوداع میں امن و کی تعلیم دی گئی ہے۔
(و) اے لوگو! تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر ہے۔
درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

(ا) خطبہ نجویۃ الوداع سننے والے مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟
(الف) ایک لاکھ چوبیس ہزار
(ب) ایک لاکھ چوالیس ہزار
(ج) ایک لاکھ چوبیس ہزار
(د) ایک لاکھ چودہ ہزار
(ب) آپ ﷺ نے خطبہ نجویۃ الوداع کس سن ہجری کو دیا؟
(الف) سات ہجری
(ب) آٹھ ہجری
(ج) نو ہجری
(د) دس ہجری

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نجاتیہ الوداع کس میدان میں ارشاد فرمایا؟

(الف) عرفات (ب) منی

(ج) احد (د) بدر

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں کتنے حج کیے؟

(الف) ایک حج (ب) دو حج

(ج) تین حج (د) چار حج

(ہ) خطبہ نجاتیہ الوداع میں فضیلت کا معیار کس کو قرار دیا ہے؟

(الف) ذات برادری (ب) مال و دولت

(ج) جاہ و منصب (د) تقویٰ

سرگرمی برائے طلبہ:

خطبہ نجاتیہ الوداع کی عصر حاضر میں اہمیت کے موضوع پر تحریری مقابلہ کا اہتمام کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوعات پر مختلف کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد خطبہ نجاتیہ الوداع کی موجودہ دور میں اہمیت طلبہ کو بتائیں۔

وِصَال



نَجْمَةُ الْوُدَاعِ سے فارغ ہو کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنا زیادہ وقت عبادتِ الہی میں گزارتے تھے۔ انھی دنوں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 19 صفر 11 ہجری کو علیل ہو گئے لیکن علالت کے باوجود آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نماز کی امامت خود ہی فرماتے رہے۔ علالت کے چوتھے روز آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جنت البقیع قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر مرض نے مزید شدت اختیار کر لی۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے باقی ازواجِ مطہرات سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حجرے میں سکونت اختیار فرمائی۔

جب تک آمدورفت کی قدرت رہی حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔ سب سے آخری نماز جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی۔ عشاء کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟ لوگوں نے عرض کی کہ سب کو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا انتظار ہے۔

برتن میں پانی بھرا کر غسل فرمایا، اٹھنا چاہا لیکن غشی طاری ہو گئی۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ جب افاتہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میرے والد نہایت نرم دل والے ہیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جگہ ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا، حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پھر یہی حکم دیا کہ ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ تین دن تک حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نماز پڑھائی۔

ایک دن طبیعت ذرا سنبھلی تو غسل فرمایا۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آواز سن کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اشارہ سے منع کر دیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے آخری خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو مجھ سے لے لے۔ اگر میں نے کسی پر ظلم کیا ہے تو مجھ سے بدلہ لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب کے پاس بالکل پاک ہو کر جاؤں۔

خطبہ مبارک سے فارغ ہونے کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حجرے میں

تشریف لائے اور آپ ﷺ کے پاس جو اشرافیاں پڑی تھیں، انھیں منگوا کر فریبوں میں تقسیم کر دیا اور اعلان کیا کہ پیغمبر کوئی ترکہ نہیں چھوڑتے۔ ان کا جو بھی ترکہ ہوگا وہ بیت المال میں جمع ہوگا اور مسلمانوں کی بہبود پر خرچ ہوگا۔ وصال والے دن طبیعت کو ذرا سکون ہوا مگر تھوڑی ہی دیر بعد طبیعت خراب ہو گئی اور بے چینی بڑھتی گئی۔ چہرہ مبارک پر پینہ آتا رہا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو دیکھ کر پریشان تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارا باپ بے چین نہیں ہوگا۔ آخر سہ پہر کے وقت آپ ﷺ نے مسواک کی اور پھر انگلی اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ اب صرف بزار فتنہ درکار ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

یہ واقعہ 12 ربیع الاول 11 ہجری بروز سوموار کو پیش آیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ وصال کی خبر سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انتہائی غمگین ہو گئے۔ بعض کو تو آپ ﷺ کے وصال کا یقین ہی نہیں آتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت ہو گئی کہ تلوار لے کر باہر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے ہیں میں اس کا سرازا دوں گا۔

اس دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے کے بعد باہر آئے اور ایک مختصر سا خطبہ دیا جس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال کا یقین آ گیا۔ حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کو غسل دیا۔ اگلے روز آپ ﷺ کا جسم اطہر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں دفن کر دیا گیا۔ وہیں آپ ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔

مشق

① تفصیلی جواب دیں۔

- (ا) علامات کے دوران آپ ﷺ نے آخری خطبہ میں کیا فرمایا؟
 (ب) آپ ﷺ سے فارغ ہو کر کہاں گئے اور کیا کام کیا؟
 (ج) وصال والے دن آپ ﷺ کی کیا کیفیت تھی؟ تحریر کریں۔

مختصر جواب دیں۔

2

- (ا) رسول اللہ ﷺ کی عالت کے دوران مسجد نبوی میں نماز کس نے پڑھائی؟
 (ب) طبیعت سنبھلنے کے بعد آپ ﷺ کن دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سہارے مسجد میں تشریف لائے؟

- (ج) نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کیا کیفیت تھی؟
 (د) آپ ﷺ کا وصال کب ہوا اور وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟
 (ه) وصال کے بعد کن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کو غسل دیا؟
 خالی جگہ پُر کریں۔

3

- (ا) حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر آپ ﷺ..... لے آئے۔
 (ب) آپ ﷺ 9 صفر 11 ہجری کو..... ہو گئے۔
 (ج) اے لوگو! اگر کسی کا مجھ پر کوئی..... ہے تو مجھ سے لے لے۔
 (د) وصال کی خبر سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم..... ہو گئے۔
 (ه) اب صرف بڑا..... درکار ہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

- (ا) آپ ﷺ کا وصال کتنی عمر میں ہوا؟

(الف) باسٹھ سال (ب) تریسٹھ سال

(ج) ستر سال (د) اسی سال

- (ب) وصال کے وقت آپ ﷺ کس ام المؤمنین کے حجرے میں تھے؟

(الف) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال کس سن ہجری میں ہوا؟

(الف) 11 ہجری

(ب) 12 ہجری

(ج) 13 ہجری

(د) 14 ہجری

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس مہینے میں بیمار ہوئے؟

(الف) شوال

(ب) صفر

(ج) ربیع الاول

(د) محرم

(د) وصال کے وقت کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ کو سنبھالا؟

(الف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرگرمی برائے طلبہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے حوالے سے مضمون تحریر کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

سیرت کی کتب سے مطالعہ کرنے کے بعد وصال والے دن کے متعلق مزید معلومات بچوں کو دیں۔

تعارف:

اسلام نے تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کے ذریعے معاشرے کے افراد میں اعلیٰ اخلاقی اوصاف پیدا کرنے کا انتظام کیا ہے۔ جن سے وہ معاشرے کے بہترین اور مفید رکن بن سکیں۔ اخلاق اور آداب کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے۔ اس باب میں طلبہ کے لیے عملی اور معاشرتی زندگی متوازن اور خوبصورت انداز میں گزارنے کے حوالے سے معلومات دی گئی ہیں۔ اسلام کا مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جو اعلیٰ اخلاق اور آداب سے مزین ہو۔ ان اوصاف میں سے چند کا مطالعہ آپ اس باب میں کریں گے۔

1 سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت

سخاوت اور بخل کا مفہوم

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کے دیے ہوئے مال میں سے اس کے بندوں پر خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔ سخاوت کے کئی طریقے ہیں: مثلاً فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا، یتیموں کی پرورش کے اخراجات برداشت کرنا، بیواؤں کی مالی مدد کرنا اور رفاہ عامہ کے کام کرنا وغیرہ۔ سخاوت میں دکھلاوا اور نمود و نمائش نہیں ہونی چاہیے ورنہ وہ ریا کاری ہوگی اور نہ ہی یہ خواہش ہو کہ لینے والا اچھا بدلہ دے گا۔

بخل سے مراد یہ ہے کہ انسان دولت رکھتے ہوئے بھی نہ تو اپنی جائز ضروریات مثلاً خوراک، لباس، علاج اور سفر وغیرہ پر مناسب طریقے سے خرچ کرے اور نہ دوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کرے، بلکہ دولت جمع کرنے کی دھن میں لگا رہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے سخت ناپسند کیا ہے۔ سخاوت کرنے والے کو بخی اور بخل کرنے والے کو بخیل کہتے ہیں۔

سخاوت کی اہمیت اور بخل کی مذمت

اسلام میں بخی کا بہت بڑا مقام ہے، جبکہ بخیل شخص کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس

کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کون ہے جو اللہ کو نیک نیت اور خلوص سے قرض دے تو وہ اس کو اس سے دگنا ادا کرے اور اس کے لیے عزت کا صلہ یعنی جنت ہے۔ (سورۃ الحدید، 57: 11)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اور جو اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا ایسے ہی لوگ مُراد پانے والے ہیں۔ (سورۃ البقرہ، 9: 59)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی بے حد سخی تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا درس دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی شاندار مثالیں قائم کیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ غریبوں، محروموں، یتیموں اور بیواؤں کی خدمت کی۔ غلاموں کا خاص خیال رکھا اور فراہ عامہ کے کاموں میں اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور فراہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ جب بھی معاشرے میں کوئی قدرتی آفت آتی ہے تو کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کو خرچ کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بنخیل لوگ ہمیشہ مال و دولت کے حساب میں گم رہتے ہیں۔ دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی جائز ضروریات پر بھی خرچ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

جو مال کو جمع کرتا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔ ہرگز

نہیں وہ ضرور جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (سورۃ البقرہ، 104: 2)

اسلامی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت سے محروم کر دے، تو قناعت کی زندگی اختیار کرنی چاہیے۔ اگر مال و دولت سے نواز دے، تو سخاوت کی زندگی گزارنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”صرف دو آدمیوں کے ساتھ رشک کرنا چاہیے، ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے صحیح جگہوں پر خرچ

کرنا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے نوازا اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے۔“
(صحیح البخاری حدیث نمبر: 73)
حضور اکرم ﷺ کا ذاتی عمل اور آپ ﷺ کا اسوہ بھی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں پہل کی۔ آپ ﷺ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی گئی اور اس کا سارا گوشت اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ بکری میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ دستی باقی بچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دستی کے علاوہ جو اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا گیا ہے، وہی درحقیقت باقی اور کام آنے والا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخاوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گھر کا سارا سامان اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گھر کا آدھا سامان اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سخاوت کی بہترین مثالیں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سخاوت کی وجہ سے لقب ہی فہمی مشہور ہو گیا۔

سخاوت کے معاشرتی فوائد

سخاوت کو اپنانے سے اخلاق و کردار میں حسن پیدا ہوتا ہے اور دولت کی ہوس ختم ہو جاتی ہے۔ قلبی طہارت و پاکیزگی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ امیر اور غریب میں باہمی محبت اور معاشی خوشحالی کا آغاز ہوتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے معاشرے میں دولت کی گردش یکساں رہتی ہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمت سمجھیں۔ جب ضرورت پڑے تو دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں۔ اپنے ارد گرد مستحق، نادار اور یتیم بچوں کا خاص خیال رکھیں تاکہ ہمارا معاشرہ فلاحی معاشرہ بن کر اقوام عالم کے سامنے ابھرے۔

ہمیں چاہیے کہ فضول خرچی اور بے جا خرچ کرنے سے پرہیز کریں، بخل سے کام نہ لیں بلکہ میانہ روی اختیار کریں۔

اگر ہم اعتدال اور میاند روی کے اس سنہری اصول کو اختیار کر لیں تو ہمارا معاشرہ بے شمار برائیوں اور مشکلات سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔



تفصیلی جواب دیں۔

①

- () سخاوت سے کیا مراد ہے؟
 (ب) بخل کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کریں۔
 (ج) سخاوت کے بارے میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟
 (د) سخاوت کے متعلق اسوۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر کریں۔
 (ہ) سخاوت کے معاشرتی فوائد قلم بند کریں۔

مختصر جواب دیں۔

②

- () سخاوت سے متعلق کوئی ایک قرآنی آیت لکھیں۔
 (ب) سخاوت کرنے کی تعریف میں ایک حدیث لکھیں۔
 (ج) بخی اور بخیل کے عمل کی وضاحت کریں۔
 (د) بخل سے بچنے کے متعلق حدیث لکھیں۔
 (ہ) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا مال خرچ کیا؟

خالی جگہ پُر کریں۔

③

- () سخاوت کرنے والے کو..... کہتے ہیں۔
 (ب) بخل کرنے والے کو..... کہتے ہیں۔

(ج) آپ ﷺ کے دروازے سے کبھی کوئی..... خالی ہاتھ نہیں گیا۔

(د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سخاوت کی وجہ سے لقب ہی..... مشہور ہو گیا۔

(و) اللہ تعالیٰ..... کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

() سخاوت کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) بخیل (ب) سخی

(ج) منافق (د) حاسد

(پ) سخاوت کے مقابلہ میں کون سا لفظ آتا ہے؟

(الف) عدالت (ب) شجاعت

(ج) بخل (د) مساوات

(ج) سخاوت کی وجہ سے کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب غنی مشہور ہو گیا؟

(الف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) غزوہ تبوک کے موقع پر کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا؟

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(و) اللہ تعالیٰ کس عمل کو پسند کرتا ہے؟

(الف) منافقت کو (ب) بزدلی کو

(ج) سخاوت کو (د) ریا کاری کو

سرگرمی برائے طلبہ:

اپنے کمرؤ جماعت میں اساتذہ کرام کی زیر نگرانی سخاوت کے موضوع پر ایک خاکہ پیش کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو بتائیں کہ پیشہ ور بھکاریوں کی بجائے اپنے خاندان، گلی، محلے کے مستحق لوگوں کی مالی معاونت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

میانہ روی



میانہ روی کا معنی ہے درمیانی راستہ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زندگی گزارتے ہوئے تمام معاملات میں درمیانی راستہ ہی اپنایا جائے۔ میانہ روی، اعتدال پسندی ہے۔ یہ زندگی گزارنے کا بہترین اصول ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ (سورۃ لقمان، 31:19)

اور اپنی چال میں اعتدال کیے رہنا۔

میانہ روی کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں سے ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

عبادات میں میانہ روی

اسلام میں عبادت اور بندگی کرنے کے جتنے بھی اوقات مقرر کیے گئے ہیں، ان میں اعتدال اور میانہ روی کا بے حد خیال رکھا گیا ہے۔ اسلام کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔ دین اسلام عبادت میں میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عبادت میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ رات بھر نوافل پڑھتے اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذریعے پوری امت کو میانہ روی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

”نماز بھی پڑھو، آرام بھی کرو، نفل روزہ بھی رکھو، کبھی چھوڑ بھی دو۔ تم پر تمہارے جسم اور بیوی بچوں کا بھی حق ہے۔ میں نفل روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں تہجد بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔“ گویا میانہ روی اختیار کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا دوسرا نام ہے۔

معاشرتی زندگی میں میانہ روی

اسلام معاشرتی زندگی میں مختلف پہلوؤں اور رویوں میں بھی میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے مثلاً اخلاقی میانہ روی یہ ہے

کہ گفتگو میں آواز نہ بہت زیادہ بلند ہو اور نہ بہت زیادہ آہستہ، چلنے پھرنے میں غرور و تکبر نہ ہو۔ کھانے پینے میں بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ اخلاقی میانہ روی یہ بھی ہے کہ دوسروں سے گفتگو کرتے وقت صرف اپنا موقف ہی درست نہ سمجھا جائے، دوسروں کی بات بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ دوسروں کے آرام و سکون کا خیال رکھنا، جاننے والوں اور نہ جاننے والوں کے ساتھ مناسب طریقے سے بات کرنا، اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا میانہ روی ہے۔ چونکہ زندگی غم اور خوشی کا مجموعہ ہے، اس لیے خوشی میں آپے سے باہر نہ ہو جائیں اور غم میں صبر کا دامن نہ چھوڑ دیں۔ گویا اپنے لباس، خوراک، گفتگو، خیالات اور دوسروں کے ساتھ معاملات میں اعتدال پسند رہنا ہی میانہ روی ہے۔

معاشی زندگی میں میانہ روی

معاشی میانہ روی یہ ہے کہ نہ فضول خرچی کی جائے اور نہ ہی کنجوسی سے کام لیا جائے۔ اسلام نے معاشی مسائل کا حل میانہ روی اختیار کرنے میں تجویز کیا ہے۔ سخاوت اور فیاضی سے بہتر کوئی چیز نہیں لیکن اسلام نے اس عمل میں بھی بے اعتدالی سے پرہیز کیا ہے اور اس کو اچھا نہیں سمجھا کہ دوسروں کو دے کر تم خود اتنے محتاج بن جاؤ کہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

(سورۃ بنی اسرائیل، 17: 29)

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور در ماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔

آج کل لوگ عیش و عشرت کی زندگی پسند کرنے لگے ہیں اور اپنی آمدن بڑھانے کی وجہ سے حلال و حرام کی بھی تمیز نہیں کرتے، جس کی وجہ سے معاشرے میں کئی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ اگر لوگ میانہ روی اختیار کریں اور اپنی جائز ضروریات کے علاوہ فضول کاموں میں پیسہ ضائع نہ کریں، تو بلا وجہ کی بے چینی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی یہ صفت ہے کہ یہ اعتدال سے کام لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَوَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ﴿۲۵﴾

(سورۃ الفرقان، 67:25)

اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بچا اڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اسلام کے سنہری اصول میاندروی کو اپنائیں۔ اس سے نہ صرف ہمیں زندگی میں سکون، آرام اور اطمینان نصیب ہوگا بلکہ دوسروں کے لیے بھی ہم بہتر کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اعتدال اور میاندروی اپنانے سے انسان کی شخصیت اور کردار میں بلندی آتی ہے۔ میاندروی اپنانے سے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی خوش اسلوبی سے سرانجام دی جاتی ہے۔ معاشرہ سے انتہا پسندی کا خاتمہ میاندروی اپنانے میں ہے۔ اُسوۂ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور اتباع کر کے ہی زندگی میں حقیقی خوشیوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کیونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہر معاملہ میں میاندروی کو ہی اپنا شعار بنایا۔

مشق

① تفصیلی جواب دیں۔

- () میاندروی کا مفہوم تحریر کریں۔
 (ب) عبادات میں میاندروی سے کیا مراد ہے؟
 (ج) معاشرتی زندگی میں میاندروی سے کیا مراد ہے؟
 (د) معاشی زندگی میں میاندروی پر نوٹ لکھیں۔
 (ه) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پوری امت کو میاندروی کا درس دیتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

② مختصر جواب دیں۔

- () اخلاقی میاندروی سے کیا مراد ہے؟
 (ب) میاندروی کے متعلق ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

- (ج) میانہ روی کے بارے میں قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
 (د) میانہ روی اپنانے سے انسان کی شخصیت اور کردار میں کیا تبدیلی آتی ہے؟
 (ه) کیا اسلام نے عبادات کے اوقات میں میانہ روی کا خیال رکھا ہے؟
 خالی جگہ پُر کریں۔

- () میانہ روی کا معنی ہے..... راستہ۔
 (ب) جسم کو..... رکھنے کے لیے اچھی خوراک اور آرام کی بھی ضرورت ہے۔
 (ج) زندگی، غم اور..... کا مجموعہ ہے۔
 (د) معاشی میانہ روی یہ ہے کہ..... کی جائے اور نہ ہی کٹجوی۔
 (ه) اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے لیے..... ہے۔

درست فقروں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

- () میانہ روی اختیار کرنے والا محتاج ہو جاتا ہے۔
 (ب) فیشن پرستی کی وجہ سے معاشرتی مسائل بڑھ رہے ہیں۔
 (ج) اسلامی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔
 (د) میانہ روی معاشی استحکام کی ضمانت ہے۔
 (ه) جائز کاموں پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() زندگی گزارنے کا بہترین اصول کیا ہے؟

- (الف) میانہ روی
 (ب) بزدلی
 (ب) بخل
 (د) فضول خرچی

(ب) اسلام نے کس عمل سے منع کیا ہے؟

(ب) روزے رکھنے سے

(الف) نفل عبادت سے

(د) تہجد پڑھنے سے

(ج) رہبانیت سے

(ج) میانہ روی کا کیا مطلب ہے؟

(ب) درمیانی راست

(الف) سیدھا راست

(د) غلط راست

(ج) الٹا راست

(د) غم میں کس چیز کا دامن نہ چھوڑا جائے؟

(ب) جذبات

(الف) سخاوت

(د) صبر

(ج) مساوات

سرگرمی برائے طلبہ:

اپنے روزمرہ کے معمولات پر غور کریں کہ کیا آپ اپنی زندگی میں میانہ روی کے اصول پر عمل کر رہے ہیں؟

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام کی زندگیوں سے میانہ روی کے واقعات سنائیں۔

مساوات



مساوات کے معنی ہیں برابری، یا ایک جیسا ہونا۔ اسلام میں مساوات سے مراد ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ تمام انسانوں کو ایک جیسے حقوق حاصل ہیں اور قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ معاشرے کا کوئی شخص اپنے حق سے محروم نہ رہ جائے، ہر شخص کو اس کی محنت کا پورا پورا صلہ ملے۔ لوگوں کو قابلیت، تجربہ اور تعلیم کے مطابق کام اور عہدے سونپے جائیں اور معاوضے دیے جائیں تاکہ ہر شخص اپنی اہلیت کے مطابق کام بھی کرے اور حق بھی پائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (سورة الحجرات: 13:49)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے۔

خطبہ جمعہ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساوات کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

”لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔“

اسلام انسانی مساوات کا درس دیتا ہے۔ خاندان اور قبیلے محض شناخت اور تعارف کے لیے ہیں۔ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار، متقی اور زیادہ احکام الہی کی پابندی کرنے والا ہے۔ تمام اسلامی عبادات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ انسانی مساوات کا بھی درس دیتی ہیں۔ نماز میں سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر انسانی مساوات کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ حج کے موقع پر تمام مسلمان ایک جیسا لباس پہن کر ایک جیسے اعمال انجام دیتے ہیں۔ روزہ بھی انسانی مساوات کی ایک

شکل ہے۔ تمام مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب ایک ہی مہینے میں روزہ رکھتے ہیں۔

اسلام میں مرد و عورت، امیر و غریب، گورا کالا اور خوبصورت و بدصورت سب برابر ہیں۔ اسی طرح وطن، قوم، رنگ اور نسل کے لحاظ سے بھی کسی کو کوئی فضیلت یا برتری حاصل نہیں۔ عزت و تحریم کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ ایک مرتبہ قریش کے اعلیٰ خاندان کی ایک عورت نے چوری کی، جب اس پر جرم ثابت ہو گیا، تو حضور اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے خاندان والوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سفارش کروائی۔ اس پر آپ ﷺ نے بے حد غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اسی لیے جاہ ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا، تو اسے معاف کر دیا جاتا تھا اور جب کوئی عام آدمی جرم کرتا، تو اسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ یاد رکھو! اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہمیں مساوات کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے قبائلی تقاضا اور نسلی امتیازات کی بنیادوں پر استوار معاشرے کو مساوات اور برابری کے سنہری اصولوں سے آراستہ کیا۔ برتری اور عزت کا معیار فقط تقویٰ اور پرہیزگاری کو رکھا۔ مساوات کے سنہری اصولوں پر چلتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے ایک مثالی معاشرہ قائم کیا۔ یہ ایسا معاشرہ تھا جس میں زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو ان کی معاشی اور معاشرتی زندگی کا حصہ دیا جاتا تھا۔ ذات، پات، نسل اور رنگ کے امتیازات کو ختم کر دیا گیا تھا۔ قانون کی نظر میں آقا اور غلام سب برابر تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مساوات سے آشنا ہوں اور اپنے ملک و ملت میں اسلام کے سنہری اور دائمی اصولوں کو ان کے حقیقی معنوں میں نافذ کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ معاشرہ سے بے چینی کا خاتمہ ہوگا اور افراد معاشرہ کے چہروں پر خوشیوں اور مسرتوں کے اثرات ہوں گے۔

مشق

① تفصیلی جواب لکھیں۔

() مساوات کے مفہوم پر روشنی ڈالیں۔

- (ب) خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے انسانی مساوات کا کیا درس دیا؟
 (ج) اسلامی عبادات سے مساوات کے بارے میں کیا سبق ملتا ہے؟
 (د) ہمیں اسوۂ حسنہ سے مساوات کے بارے میں کیا سبق ملتا ہے؟

مختصر جواب دیں۔

2

- () اسلام میں مساوات سے کیا مراد ہے؟
 (ب) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قوموں اور قبائل کی تقسیم کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟
 (ج) حج کے موقع پر کس طرح مساوات کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے؟
 (د) خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مساوات کو کس طرح بیان فرمایا؟
 (و) مساوات کے شہری اصول کو اپنا کر ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

خالی جگہ پُر کریں۔

3

- () اسلام میں تمام انسان..... ہیں۔
 (ب) تمام انسان..... کی اولاد ہیں۔
 (ج) اسلام میں عزت کا معیار..... ہے۔
 (د) حج کے موقع پر تمام مسلمان ایک جیسا..... پہنتے ہیں۔
 (و) تم سب آدم ﷺ کی اولاد ہو اور..... مٹی سے بنے تھے۔

درست فقروں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

4

- () مساوات کے معنی برابری کے ہیں۔
 (ب) آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔
 (ج) ایک دفعہ ایک بڑے خاندان کی عورت نے چوری کی۔



(د) قانون کی نظر میں سب برابر نہیں ہوتے۔



(ہ) عبادات مساوات کا درس دیتی ہیں۔

(5) درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() سب انسان کس کی اولاد ہیں؟

(ب) حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام

(الف) حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام

(د) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام

(ج) حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَام

(ب) چوری کرنے والی عورت کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟

(ب) بنو نجار

(الف) قریش

(د) خزرج

(ج) بنو غفار

(ج) عزت و تکریم کا معیار کیا ہے؟

(ب) سخاوت

(الف) مال و دولت

(د) ذات پات

(ج) تقویٰ

(د) خاندانوں اور ذاتوں کی تقسیم کا مقصد کیا ہے؟

(ب) مرتبہ اور بڑائی

(الف) شناخت اور تعارف

(د) رعب و دبدبہ

(ج) حکومت اور عہدہ

(ہ) چوری کے الزام میں گرفتار عورت کی لوگوں نے کس سے سفارش کروائی؟

(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(الف) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرگرمی برائے طلبہ:

موجودہ دور میں مساوات کی ضرورت اور اہمیت پر اپنے اساتذہ کرام کی زیر نگرانی تقریر تیار کر کے صبح کی اسمبلی میں کریں۔
رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

- 1- طلبہ کو وضاحت سے بتائیں کہ مساوات نہ ہونے سے معاشرے میں کون کون سی برائیاں جنم لے سکتی ہیں؟
- 2- مساوات کی کن کن شعبوں میں ضرورت ہے، بلیک بورڈ پر نکات کی شکل میں وضاحت کریں۔

محنت کی عظمت



محنت کی عظمت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پوری طاقت سے استعمال میں لاکر کوئی کام کرنا اور اسے ہلکانہ سمجھنا۔ اسلام میں ہاتھ سے کام کر کے روزی کمانے کی بہت فضیلت ہے۔ محنت مزدوری کر کے روزی کمانے والے کو اللہ تعالیٰ بے حد پسند فرماتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرنا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے۔“

رسول اکرم ﷺ نے محنت کا احترام سکھایا اور مزدور سے انصاف اور شفقت کا احساس دلایا۔ آپ ﷺ نے اجرت کی ادائیگی پر خدمت لینے کی اجازت دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دیا کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانیت کی ہدایت کا جو عظیم کام سونپا، آپ ﷺ نے اس مقصد حیات کو پوری محنت اور لگن سے انجام دیا۔ یہ اسی محنت کی برکات تھیں کہ تیس سال کے مختصر عرصہ میں ایسا بڑا انقلاب آیا کہ جس نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا۔

اَسْوَةُ اَنْبِيَاءِ كِرَامٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

نبی اکرم ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں میں محنت کی عظمت کا درس موجود ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے حالات کے مطابق مختلف کام کر کے روزی کمانی۔ حضرت آدم علیہ السلام کاشت کاری کیا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کا کام کرتے تھے۔ انہیں مختلف آلات بنانے میں کمال حاصل تھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام گلہ بانی اور کاشت کاری کرتے تھے۔ اس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی گلہ بانی کی۔ گویا ہاتھ کی کمانی سے روزی حاصل کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

محنت کی عظمت کا سبق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سے بھی ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلد بانی اور تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ذاتی کام خود کر لیا کرتے تھے۔ بکریوں کا دودھ دوو لیا کرتے تھے، کپڑوں پر پیوند لگا لیتے تھے، لکڑیاں لے آیا کرتے تھے، گھر کی صفائی کر لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر میں عام مزدور کی طرح حصہ لیا۔ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عملی طور پر شریک ہوئے۔ دور حاضر کے محنت کش افراد کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے۔

الغرض ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی عظمت کا راز محنت کرنے میں پوشیدہ ہے۔ جو افراد اور قومیں محنت کی عظمت کو سمجھ جاتی ہیں وہ پھر کسی چپے کو کم تر یا حقیر نہیں سمجھتیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل

پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ خلیفہ دوم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیشہ تجارت تھا۔ تیسرے خلیفہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا کاروبار تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجارتی قافلے مکہ مکرمہ سے دیگر علاقوں تک جاتے تھے۔ چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محنت اور مزدوری کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجارت کرتی تھیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے کاروبار میں حصہ دار بننے کی دعوت دی، تو انہوں نے ان پر انحصار کرنے کی بجائے خود کام کرنے کو ترجیح دی۔

محنت کے فوائد

محنت کے بے شمار فوائد ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- 1- محنت کرنے والے کسی کے محتاج نہیں ہوتے۔
- 2- محنت کرنے سے خوشحالی آتی ہے۔
- 3- محنت سے عزت نفس میں اضافہ ہوتا ہے۔
- 4- محنت کرنے سے خودداری قائم رہتی ہے۔

- 5- محنت کرنے والا غرور اور تکبر سے دور رہتا ہے۔
6- محنت سے صحت اچھی رہتی ہے۔
7- محنت سے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ محنت کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں۔ محنت کشوں کا دل سے احترام کریں۔ کسی پیشے کو حقیر نہ سمجھیں۔ اپنے روزمرہ کے کام کاج خود کریں۔ والدین کا ہاتھ بنائیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی ترغیب دیں کیونکہ محنت ہی میں عزت، سکون اور خوشحالی ہے۔ آج کی ترقی یافتہ قومیں بھی محنت کے بل بوتے پر عزت اور خودداری کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ہمارا دین بھی ہمیں محنت کے سنہری اصول کے تحت ہی عظمت اور عزت کا درس دیتا ہے۔

مشق



تفصیلی جواب تحریر کریں۔

①

- () محنت کی عظمت سے کیا مراد ہے؟
(ب) انبیاء کرام علیہم السلام کیا کام کرتے تھے؟
(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے محنت کی عظمت کا کیا سبق ملتا ہے؟
(د) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح روزی کماتے تھے؟
(و) محنت کرنے کے کیا فائدے ہیں؟

مختصر جواب دیں۔

②

- () نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کی برکات سے کتنے عرصہ میں بڑا انقلاب آیا؟
(ب) کوئی دو مثالیں دیں جن سے معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام خود کرتے تھے۔
(ج) خلفائے راشدین کے پیشے بتائیں۔
(د) تین ایسے انبیاء کرام علیہم السلام کے نام بتائیں جنہوں نے گلہ بانی کی۔
(و) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روزگار کا ذریعہ کیا تھا؟

3 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() آپ ﷺ نے مزدوری کی مزدوری کب ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے؟

(الف) پینہ خشک ہونے سے پہلے (ب) پینہ خشک ہونے کے بعد

(ج) کام شروع کرنے سے پہلے (د) کام کے دوران

(ب) کون سے خلیفہ راشد کپڑے کا کاروبار کرتے تھے؟

(الف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) کون سے نبی بڑھئی کا کام کرتے تھے؟

(الف) حضرت نوح علیہ السلام (ب) حضرت یعقوب علیہ السلام

(ج) حضرت ہود علیہ السلام (د) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(د) انسان کی عظمت کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے؟

(الف) تجارت (ب) محنت

(ج) سیاست (د) ذہانت

(د) خودداری کس طرح قائم رہ سکتی ہے؟

(الف) کپڑے سی کر (ب) کاشت کاری کر کے

(ج) تجارت کر کے (د) محنت کر کے

4 خالی جگہ پُر کریں۔

() اسلام میں ہاتھ سے..... کمانے کی بڑی فضیلت ہے۔

(ب) آپ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر میں عام..... کی طرح حصہ لیا۔

(ج) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیشہ..... تھا۔

(د) حضرت..... کو آلات بنانے میں مہارت حاصل تھی۔

(۱) محنت کرنے سے..... ترقی کرتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

بچے روزمرہ کے کاموں میں والدین کا ہاتھ بٹائیں اور ان کاموں کی تفصیل لکھیں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو رزقِ حلال کی اہمیت اور فوائد و ثمرات بتائیں تاکہ رزقِ حلال کی خوبی طلبہ کی زندگی کا لازمی حصہ بن جائے۔

5 ماحول کی آلودگی اور اسلامی تعلیمات

ہمارے ماحول میں ایسے اجزا کا شامل ہو جانا جو صحت کے لیے نقصان دہ ہوں ماحول کی آلودگی کہلاتا ہے۔ ماحول کو آلودہ کرنے میں فیکٹریوں سے نکلنے والا زہریلا مواد اور دھواں، روز بروز بڑھتی ہوئی ٹریفک کا شور، گاڑیوں کا دھواں، کوڑا کرکٹ اور گندگی کے ڈبیر، کھادوں اور زہریلی ادویات کا غیر ضروری استعمال، درختوں اور جنگلات کی غیر ضروری کٹائی اور شہروں کی آبادی کے پھیلاؤ میں ناقص منصوبہ بندی شامل ہیں۔ اسلام نے ماحول کو صاف رکھنے کی تاکید کی ہے۔ صفائی اور پاکیزگی کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف سحرار بنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ (سورۃ التوبہ، 9: 108)

اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ (سنن الترمذی حدیث نمبر: 3517)
ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم نہ صرف خود کو پاک صاف رکھیں بلکہ اپنے ماحول کو بھی آلودگی سے بچائیں اور اسے خوبصورت بنائیں۔ ماحول کی آلودگی کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں چند یہ ہیں:

زمینی آلودگی

کارخانوں اور فیکٹریوں سے نکلنے والا فالتو مواد نقصان دہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کاشت کار حضرات زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی ہوس میں لگ جاتے ہیں اور اپنی زمینوں میں بے تحاشہ کیمیائی کھادوں اور مختلف قسم کی زہریلی ادویات کا استعمال کرتے ہیں جس سے وقتی طور پر پیداوار تو زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ فائدہ حاصل کر لیتے ہیں لیکن ایسی فصلیں انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں اور زمین بھی آلودہ کے لیے آلودگی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے۔

ایک مسلمان کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔

فضائی آلودگی

کیمیائی صنعتوں کے کارخانوں سے نکلنے والا زہریلا دھواں، تمباکو نوشی اور بے تحاشہ ٹریفک کا دھواں فضائی آلودگی کے اہم اسباب ہیں۔ فضائی آلودگی سے آنکھ، کان، ناک وغیرہ کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ جس سے انسانی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

شجر کاری کے ذریعے فضائی آلودگی سے بچا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر شجر کاری میں حصہ لیا اور سایہ دار درختوں کے نیچے گندگی پھیلانے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے درخت لگانے کے فضائل بیان فرمائے۔

آبی آلودگی

پانی کی آلودگی آبی آلودگی کہلاتی ہے۔ مختلف فیکٹریوں سے خارج ہونے والے پانی میں زہریلے کیمیائی مادے ہوتے ہیں، جس سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لوگ بے احتیاطی سے ندی نالوں میں کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں۔ شہروں سے نکلنے والا استعمال شدہ گندہ پانی جب ندی نالوں میں شامل ہوتا ہے تو اسے آلودہ کر دیتا ہے جس سے نہ صرف آبی حیات متاثر ہوتی ہے بلکہ ایسا پانی فصلوں کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے پانی کو ایک نعمت قرار دیا اور اسے ضائع کرنے سے سختی سے منع کیا۔ پانی کو خراب یا گندا کرنا اسے ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

صوتی آلودگی

صوتی آلودگی سے مراد ایسی تمام آوازیں جو ہماری سماعت کو نقصان پہنچائیں اور ہمیں ذہنی طور پر پریشان کریں۔ سڑک پر چلنے والے ٹریفک کے شور اور ہارن کی آوازیں، آبادی کے قریب کارخانوں میں مشینوں کی آوازیں، اونچی آواز میں موسیقی، لاؤڈ سپیکر کا غیر ضروری استعمال صوتی آلودگی کے اہم اسباب ہیں۔ شور سے کئی نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ لوگ ذہنی اور اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَاعْظُضْ مِنْ صَوْتِكَ * إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (سورۃ لقمان، 19:31)

اور اپنی آواز آہستہ رکھو۔ بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

ماحولیاتی آلودگی ایک عالمگیر مسئلہ ہے جس سے نہرو آڑ ماہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم صفائی کا خاص خیال رکھیں۔
 جگہ جگہ کوڑا کرکٹ نہ پھینکیں۔ شجرکاری کے موسم میں زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ ہمیں چاہیے کہ
 ہم ٹریپلک قوانین کی پابندی کریں اور ہارن کا استعمال کم سے کم کریں۔ آبادی کے اندر یا قریب کسی قسم کی فیکٹریاں نہ لگائیں۔
 لاؤڈ سپیکرز کا استعمال بھی کم کریں۔ اگر ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تو ہمارے ماحول کی آلودگی نہ صرف کم ہو جائے گی بلکہ اس
 میں خوبصورتی پیدا ہو سکتی ہے۔

مشق



① تفصیلی جواب تحریر کریں۔

- (ا) ماحول کی آلودگی سے کیا مراد ہے؟
- (ب) ماحول کی آلودگی کے اسباب بیان کریں۔
- (ج) شجرکاری سے متعلق نبی اکرم ﷺ کا کیا طرز عمل تھا؟
- (د) شور کی آلودگی کے کیا نقصانات ہو رہے ہیں؟
- (ه) ہم اپنے ماحول کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں؟

② مختصر جواب دیں۔

- (ا) فضائی آلودگی کے ہم اسباب کیا ہیں؟
- (ب) آپ ﷺ نے پانی کے متعلق کیا ہدایات ارشاد فرمائیں؟
- (ج) آبی آلودگی سے کیا مراد ہے؟
- (د) صوتی آلودگی کسے کہتے ہیں؟
- (ه) صاف ستھرا رہنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟

3 درست فقروں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

- () ماحولیاتی آلودگی ایک عالمگیر مسئلہ ہے۔
- (ب) شوری آلودگی سے نفسیاتی مسائل بڑھتے ہیں۔
- (ج) ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کریں تو ہمارے ماحول کی آلودگی کم ہو جائے گی۔
- (د) صفائی کا خیال رکھنا صرف حکومت کا کام ہے۔
- (و) پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

4 درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

- () صفائی اور پاکیزگی کو اسلام میں کیسی حیثیت حاصل ہے؟
- (الف) سطحی
- (ب) بنیادی
- (ج) آفاقی
- (د) ادنیٰ
- (ب) رسول اللہ ﷺ نے کس چیز کو نصف ایمان قرار دیا ہے؟
- (الف) شجر کاری
- (ب) خوشبو
- (ج) آہستہ بولنا
- (د) صفائی
- (ج) قرآن مجید میں کس آواز کو بڑی آواز کہا گیا ہے؟
- (الف) شیروں کی
- (ب) گیدڑوں کی
- (ج) گدھوں کی
- (د) کتوں کی
- (د) آلودگی کے خاتمے کے لیے آپ ﷺ نے کس چیز کے فضائل بیان کیے؟
- (الف) درخت لگانے کے
- (ب) کھیتی باڑی کے
- (ج) تجارت کے
- (د) صفائی کے

(۵) قرآن مجید میں بولنے کا کیا ادب بیان کیا گیا ہے؟

(ب) آہستہ بولو

(الف) اونچا بولو

(د) زیادہ بولو

(ج) کم بولو

سرگرمی برائے طلبہ:

طلبہ شجرکاری کے موسم میں سکول میں اپنی جماعت کی طرف سے ایک پودا لگائیں اور تاریخ درج کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو بتائیں کہ وہ کس طرح اپنے گھر اور سکول کو صاف ستھرا رکھ سکتے ہیں۔

حقوق العباد



(رشتہ دار، مہمان، مریض)

حقوق حق کی جمع ہے۔ عباد، عبد کی جمع ہے۔ جس کے معنی بندہ کے ہیں۔ حقوق العباد سے مراد بندوں کے وہ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا فرض ہے۔ ان میں والدین، اولاد، پڑوسی، رشتے دار، مہمان، مریض، مسافر اور خادم وغیرہ شامل ہیں۔ اسلام نے حقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف فرمادے گا، لیکن بندوں کے حقوق کو جب تک حق دار معاف نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔ ذیل میں رشتہ داروں، مہمانوں اور مریضوں کے حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

رشتے داروں کے حقوق

ہمارا دین ہمیں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر رشتے دار مالی لحاظ سے کمزور ہوں، تو ان کی مالی مدد کرنا، بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنا، غم اور خوشی کے موقعوں پر ان کا ساتھ دینا اور ان کی دیگر ضرورتوں کا خیال رکھنا، رشتے داروں کے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأْتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ (سورۃ بنی اسرائیل، 17: 26)

اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔

رشتہ داری جوڑنے سے اللہ تعالیٰ انسانوں کے رزق میں فراخی اور وسعت پیدا کرتا ہے اور رشتہ داری کا خیال رکھنے والے کی عمر میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ رشتہ داری اور صلہ رحمی اختیار کرنے والوں کے رزق اور عمر میں بے انتہا برکت اور اضافہ ہوتا ہے اور قطع رحمی کرنے والے کا رزق کم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ آپ ﷺ نے رشتہ داروں سے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (صحیح البخاری حدیث نمبر: 5984)

رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی قیامت تک امت کے لیے بہترین عملی نمونہ ہے۔ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے۔ ان کی خبر گیری فرماتے۔ ان کی مالی مدد کرتے۔ ان کے کام آتے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔

روایت ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رضاعی بہن حضرت شیماء بنتی اللہ تَعَالَى عِنَّا جب ملنے آئیں تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کھڑے ہو جاتے، اپنی چادر مبارک بچھا دیتے اور انہیں اس پر بٹھاتے۔ جب تک رہتیں، حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صرف ان سے باتیں کرتے، اپنا کان مبارک انہی کی طرف کیے رکھتے، جب جانے لگتیں تو سواری پر سوار ہونے میں مدد کرتے۔ تحفے دے کر رخصت کرتے، دُور تک چھوڑنے جاتے۔

مہمانوں کے حقوق

اسلام نے مہمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا ہے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بے حد مہمان نواز تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے گھر میں جب بھی کوئی مہمان آتا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کی خوب خدمت کرتے۔ اس کی ضرورتوں کا خیال رکھتے، اس کی کسی بات کا برا نہ مناتے۔ اسے عزت و تکریم سے رخصت کرتے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ (صحیح البخاری حدیث نمبر: 6019)

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ مہمان کا احترام کرے۔

مہمان نوازی تمام انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی سنت ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی مہمان نوازی، جذبہ ایثار اور قربانی کا بہترین نمونہ ہے۔ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے، کئی کئی دن تک گھر میں فالتے رہتے۔ چولہا نہ جلتا لیکن سائل کبھی اس در اقدس سے خالی نہ گیا۔ سربراہ مملکت ہونے کے باوجود آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا لیکن دوسروں کی ضروریات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ایک دفعہ ایک بھوکا شخص بارگاہ رسالت مآب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اپنی حاجت بیان کی۔ اس وقت آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے گھر پانی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ایک صحابی صحابی اللہ تَعَالَى عِنْد نے اسے اپنے ہاں مہمان ٹھہرا لیا۔ گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ کھانا صرف بچوں کے لیے کافی ہے، انھوں نے اپنی

بیوی سے کہا کہ بچوں کو بہلا کر بھوکا سلا دو اور جب مہمان کے ساتھ کھانا شروع کر دیا جائے تو کسی طرح سے چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان یہی سمجھے کہ ہم کھانے میں شریک ہیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور میزبان بھوکے رہے۔ اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ تمہاری مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مہمانوں کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہیں۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھیں۔ ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ مہمان کو بھی چاہیے کہ میزبان کو کوئی ایسی فرمائش نہ کرے کہ جس سے وہ پریشان ہو۔ اس کے ہاں زیادہ دن قیام نہ کرے۔ قیام کے دوران کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے میزبان کی عزت پر حرف آتا ہو یا اس کے لیے پریشانی کا باعث ہو۔ مہمان نوازی اسلامی معاشرے کا حسن ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس حسن کو برقرار رکھیں۔

مریضوں کے حقوق

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے۔ بیماروں کی خدمت کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا، ان کے علاج معالجے میں مدد کرنا اور ان کی شفا یابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ان کے حقوق ہیں، جن کا خیال رکھنا فرض ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے پروردگار! آپ ساری کائنات کے رب ہیں۔ بھلا میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو جانتا تھا مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔“

بیماروں کی عیادت کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے فرشتے دعا گو رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کے وقت جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور جو مسلمان شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔“

بیمار لوگوں کی عیادت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ عیادت کرنے والے کے گناہ مٹ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق عیادت کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم مریضوں کی عیادت کے لیے ضرور جائیں، ہو سکے تو ان کے لیے پھولوں کا تھنڈے لے کر جائیں۔ ان کو حوصلہ دیں، ان کی خدمت کریں اور ہمدردی سے پیش آئیں۔ اگر انھیں مالی ضرورت پیش ہو تو اپنی طاقت کے مطابق پوری کر دی

جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی شفا یابی کے لیے دعا کریں اور ان کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھیں تاکہ انھیں تکلیف نہ ہو۔

مشق

تفصیلی جواب تحریر کریں۔

①

(ا) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوق العباد واضح کریں۔

(ب) رشتے داروں کے حقوق کی کیا اہمیت ہے؟

(ج) مہمان نوازی کی اہمیت کیا ہے؟

(د) مریضوں کے کیا حقوق ہیں؟

مختصر جواب دیں۔

②

(ا) مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت بیان کریں۔

(ب) قطع رحمی کرنے والے کے بارے میں حدیث شریف میں کیا امید آتی ہے؟

(ج) مہمان کی عزت کرنے کے بارے میں کوئی حدیث مبارکہ بیان کریں۔

(د) مریض کی عیادت کے کوئی دو آداب بیان کریں۔

(و) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مہمانوں سے کیسا سلوک کرتے تھے؟

خالی جگہ پُر کریں۔

③

(ا) عہد کے معنی..... کے ہیں۔

(ب) بیماروں کی..... کرنی چاہیے۔

(ج) مہمان نوازی..... معاشرے کی خوبی ہے۔

(د) مہمان نوازی کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی..... ہے۔

(ه) رشتہ داروں سے..... توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

4

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

() () وَآتِ ذَٰلِقُرْآنِ حَقَّهٗ، کس سورت کی آیت ہے؟

(الف) سورہ کہف (ب) سورہ اخلاص

(ج) سورہ بنی اسرائیل (د) سورہ دخان

(ب) رشتے دار بیمار ہو جائیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(الف) ان کے گھر نہ جائیں (ب) ان کی عیادت کریں

(ج) ان سے تعلق توڑ لیں (د) پڑوسیوں سے خیال رکھنے کو کہیں

(ج) بیماروں کی عیادت کرنے والے کے لیے فرشتے کیا کرتے ہیں؟

(الف) دعا (ب) تسبیح

(ج) ایصالِ ثواب (د) حج

(د) میزبان کے گھر میں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے اسے:

(الف) خوشی ہو (ب) فائدہ ہو

(ج) سکون ہو (د) پریشانی ہو

(د) مندرجہ ذیل میں سے کون سی بات مریض کے حقوق میں شامل نہیں؟

(الف) اسے حوصلہ دینا چاہیے (ب) اس کی خدمت کرنی چاہیے

(ج) اس کے پاس زیادہ دیر بیٹھنا (د) اس کی شفا یابی کی دعا کرنا

سرگرمی برائے طلبہ:

طلبہ کمرہ جماعت میں مہمان اور میزبان کے حقوق و فرائض کے بارے میں ایک خاکہ پیش کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو پڑوسی، مسافر، خادم وغیرہ کے حقوق کے بارے میں معلومات دیں۔

مشاہیر کے حالات زندگی ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں۔ مشاہیر کی تاریخ اور حالات زندگی کے مطالعہ سے نہ صرف ان کی پاکیزہ زندگی اور کارناموں سے آگاہی حاصل ہوتی بلکہ پڑھنے والوں کے ذہن میں بھی ان اعمال کو اپنانے اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ مشاہیر کی زندگی سے ہمیں معرفت الہی کی طرف رہنمائی بھی ملتی ہے کہ کس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خدمت کی اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کمال حاصل کیا۔ اس باب میں ہدایت کے سرچشموں اور مشاہیر اسلام میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے والد حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی والدہ کا نام حضرت ام رومان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ اعلانِ نبوت کے چوتھے سال حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے ایک مسلمان گھرانے میں ہی آنکھ کھولی۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا خود فرماتی ہیں: ”جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا شروع کیا تو وہ مسلمان ہو چکے تھے۔“

بچپن میں محلہ کی لڑکیاں حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس جمع رہتیں اور وہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ گڑیا کے ساتھ کھیلنا اور جھولنا آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو بہت پسند تھا۔ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا نکاح رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جس گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں وہ کوئی عالی شان عمارت نہ تھی، نئی تھار کے محلہ میں مسجد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے۔ ان میں سے ایک حجرہ میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا رہتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نہایت مثالی زندگی گزاری۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و ارشاد کی مجلسیں روزانہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھیں جو حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بالکل ملحق تھی۔ اس بنا پر آپ ﷺ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو درس دیتے تھے وہ اس میں شریک نہ ہوتی تھیں۔ اگر کبھی دوری کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو آپ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو دوبارہ پوچھ لیتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کلام الہی کی معرفت اور احکام نبوی کے علم سے کامل طور پر آگاہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سب سے زیادہ احادیث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہیں اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر علمی برتری اور فوقیت رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم انساب اور شاعری پر دسترس رکھتی تھیں۔ یہ علوم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم طب سے بھی واقف تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے متعدد غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔

عبادت الہی میں اکثر مصروف رہتی تھیں۔ نماز پنجگانہ اور تہجد کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ چاشت کی نماز بھی ادا کرتی تھیں۔ اکثر نفل روزے رکھتی تھیں۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کا خاص اہتمام فرماتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اخلاق نہایت بلند تھا۔ وہ نہایت سنجیدہ، فیاض، عبادت گزار اور رحم دل تھیں۔ غیبت اور بد گوئی سے بچتی تھیں۔ شجاعت اور بہادری کی صفات میں بے مثل تھیں چنانچہ غزوہ احد میں جب مسلمانوں میں اضطراب برپا تھا، اپنی کمر پر مشک لاد کر زخیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت رکھتی تھیں۔

خدمت گزاری کے لیے اگرچہ گھر میں خادمہ موجود تھی لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔ گھر میں آپ ﷺ کا کوئی مہمان آتا تو مہمان نوازی کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عام مسلمانوں میں بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی ماں ہیں۔ اس لیے حجاز، شام، عراق اور مصر میں ہر جگہ ماں کی طرح مانی جاتی تھیں۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ان سے راہنمائی اور مشورہ لیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین اپنے دور اقتدار میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہر طرح خیال رکھتے رہے۔

وفات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 17 رمضان 58 ہجری کو رات کے وقت وفات پائی۔ اس وقت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک 67 برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی جو ان دنوں مدینہ منورہ کے قائم مقام حاکم تھے۔ وصیت کے مطابق انہیں جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کیا گیا۔ عصر حاضر کی بچیوں اور خواتین کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی مکمل طور پر بہترین نمونہ اور مشعل راہ ہے۔ ائمہات المؤمنین کی محبت اور اتباع ہم سب کے لیے لازم ہے۔ اس عمل کے ذریعے دنیاوی اور اخروی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہوں گی۔



مشق

تفصیلی جواب تحریر کریں۔

①

- () حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام و نسب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
 (ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عبادت میں مصروفیت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
 (ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعلیم و تربیت کے بارے میں تحریر کریں۔
 (د) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخلاق و عادات پر نوٹ قلم بند کریں۔
 (و) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے علم انساب اور شاعری کا علم کن سے سیکھا؟

مختصر جواب دیں۔

②

- () حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کب پیدا ہوئیں؟
 (ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بچپن میں کیا کھیل پسند تھا؟
 (ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کب وفات پائی؟
 (د) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کن کے لیے بہترین نمونہ اور مشعل راہ ہے؟

خالی جگہ پُر کریں۔

③

- () اعلان نبوت کے سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

- (ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نعیت اور..... سے احترام برتی تھیں۔
 (ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک وفات کے وقت..... برس تھی۔
 (د) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ..... نے پڑھائی۔
 (ه) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان المبارک میں..... کا خاص اہتمام فرماتی تھیں۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

() حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت کیا ہے؟

(الف) اُمّ عبد الرحمن (ب) اُمّ عبد الباسط

(ج) اُمّ عبد اللہ (د) اُمّ عبد القیوم

(ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت کے کس سال مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں؟

(الف) دوسرے (ب) تیسرے

(ج) چوتھے (د) پانچویں

(ج) اہلبائت المؤمنین میں سے کس سے زیادہ احادیث روایت ہیں؟

(الف) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(د) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کس اسلامی مہینہ میں ہوئی؟

(الف) رجب (ب) شعبان

(ج) رمضان (د) شوال

(ه) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ کس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی؟

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرگرمی برائے طلبہ:

طلبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر تیار کر کے صبح کی اسمبلی میں پیش کریں۔

رجسٹرائی برائے اساتذہ کرام:

اہلہائے المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و مناقب اور عزت و توقیر کے متعلق قرآن مجید، احادیث نبوی اور

کتب سیرت سے استفادہ کر کے طلبہ کی علمی استعداد میں اضافہ کریں۔

حضرت فرید الدین گنج شکر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا اسم گرامی مسعود ہے۔ فرید الدین آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا لقب ہے لیکن زیادہ مشہور لقب گنج شکر ہے۔ البتہ عقیدت مندوں کی اکثریت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو بابا فرید کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی ولادت 29 شعبان کو 569 ہجری میں قصبہ کھوتوال میں ہوئی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی ولادت کے چند سال بعد ہی آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد گرامی وفات پا گئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی والدہ ماجدہ نہایت پرہیزگار خاتون تھیں۔

تعلیم و تربیت

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی والدہ ماجدہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو ابتدائی تعلیم کے لیے ملتان لے آئیں، اس وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی عمر قریباً بارہ سال تھی۔ ان دنوں ملتان کا شمار علم و فضل کے عظیم ترین مراکز میں ہوتا تھا۔ ملتان میں سب سے پہلے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے قرآن پاک حفظ کیا پھر مروجہ نصاب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ تعلیم کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت میں بھی مشغول رہتے تھے۔ ملتان میں چھ سال قیام کیا، ایک دن آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مسجد میں کتابوں کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اس مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے پوچھا کیا پڑھ رہے ہو اور اس کتاب کے پڑھنے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ حضرت فرید الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے نہایت احترام سے جواب دیا کہ مجھے آپ کی نظر سعادت سے فائدہ ہوگا۔ انھوں نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اپنے مریدوں میں شامل کر لیا۔ اس وقت آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی عمر پندرہ سال تھی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے مرشد نے فرمایا کہ کچھ عرصہ ملتان میں قیام کے بعد علوم ظاہری کے حصول اور مالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کے لیے سفر کرو۔

حضرت فرید الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ حصول علم کے لیے بغداد، بلخ، بخارا، بیت المقدس، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ بھی گئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ تین سال تک حرمین شریفین میں رہے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ والدہ کی قدم بوسی کے لیے کھوتوال آئے اور پھر وہاں سے دہلی چلے گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا۔

عبادت و ریاضت

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مہینا میں صرف دو بار اپنے مرشد کی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور باقی دن ان کے حکم کے مطابق عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت کے فیوض و برکات دیکھ کر معروف بزرگ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کے بھی مرشد ہیں، نے فرمایا تھا کہ یہ ایک ایسی شمع ہے جس سے خانوادہ درویشاں منور ہو جائے گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا فرمائی۔

تبلیغ دین

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ دین کے لیے اجودھن کو منتخب فرمایا۔ اجودھن کا موجودہ نام پاک تپن ہے۔ اس وقت اس شہر میں بت پرستوں کی اکثریت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں مستقل قیام کرنے کا فیصلہ کیا اور لوگوں کو علوم ظاہری اور باطنی سکھانے میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے، کسی مرید نے کہا کہ حضرت دریا کا یہ تپن پاک نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! نہیں، یہ پاک تپن ہے اس کے بعد اس جگہ کا نام ہی پاک تپن مشہور ہو گیا۔ اس شہر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد نہایت بابرکت ثابت ہوئی۔ وہاں ایک جوگی نے لوگوں کو توہم پرستی میں مبتلا کر رکھا تھا اور طرح طرح کے جادو کر کے ان کو گمراہ کرتا رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے نہ صرف وہ خود مسلمان ہو گیا بلکہ دیگر کئی لوگ بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اسی علاقے کے لوگوں کو دین اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں گزار دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات آج بھی لوگوں کے قلوب و اذہان کو منور کرتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال زریں درج ذیل ہیں۔

- 1- عزت و شان، عدل و انصاف میں ہے۔
- 2- ہنر اگر بے عزتی سے ملے تو بھی حاصل کرو۔
- 3- اس بات کی کوشش کرو کہ مرکز زندہ ہو جاوے۔
- 4- دل کو شیطان کا کھیل نہ بناؤ۔
- 5- سب سے بڑا محتاج وہ ہے جس نے قناعت ترک کی۔

تعلیمات

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرنے کی دعوت دی۔ انسانیت سے محبت اور سماجی بھلائی کا سبق دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے ذریعے لوگوں کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیدار زندگی کا تصور دیا۔

وفات

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے 5 محرم الحرام 664 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پچانوے سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ مولانا بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ بزرگان دین کی زندگی ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ تاکہ اس راہ پر چل کر ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔



تفصیلی جواب تحریر کریں۔

①

- (ا) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات بیان کریں۔
- (ب) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حصول علم کے لیے کہاں کہاں گئے؟
- (ج) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرمایا؟
- (د) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بارے میں تحریر کریں۔
- (ه) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال تحریر کریں۔

مختصر جواب دیں۔

②

- (ا) ملتان آتے وقت حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کتنی تھی؟
- (ب) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کہاں سے کیا؟
- (ج) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دہلی کیوں تشریف لے گئے؟

(د) ”پاک تین“ شہر کا یہ نام کیسے پڑا؟

(ہ) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟

خالی جگہ پُر کریں۔

(3)

(ا) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ہے۔

(ب) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے مہینے میں ہوئی۔

(ج) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نہایت خاتون تھیں۔

(د) آپ رحمۃ اللہ علیہ سال تک ملتان میں زیرِ تعلیم رہے۔

(ہ) اجداد کا موجودہ نام ہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

(4)

(ا) حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور لقب ہے:

(الف) غریب نواز (ب) نظام الدین

(ج) گنج شکر (د) گنج بخش

(ب) حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

(الف) اجیر سے (ب) پاک تین سے

(ج) ملتان سے (د) لاہور سے

(ج) حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے:

(الف) خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (ب) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

(ج) حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (د) شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

(د) حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کس ہجری سال میں ہوئی؟

(الف) 579ھ (ب) 569ھ

(ج) 599ھ (د) 559ھ

(ہ) پاک تین کا پرانا نام تھا:

(ب) خانیوال

(الف) اوکاڑہ

(د) اجودھن

(ج) ملتان

سرگرمی برائے طلبہ:

سبق میں دیے گئے حضرت فرید الدین گنج شکر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے اقوال زریں یاد کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

اخلاق و کردار پختہ کرنے کے لیے اُن کو بزرگان دین کے واقعات سنائیں۔

صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا اصل نام یوسف تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد کا نام نجم الدین ایوب تھا۔ اسی نسبت سے انھیں ایوبی کہا جاتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد موصل کے حکمران عماد الدین زنگی کے ہاں ملازم تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ 1138ء میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نہایت ذہین، نڈر اور متقی انسان تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ عالم اسلام کے نامور مجاہد اور عظیم سپہ سالار تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ پہلے مسلمان حکمران تھے جنہوں نے یورپ کے عیسائیوں کو شکست دے کر بیت المقدس فتح کیا، اس طرح نوے سال کے بعد بیت المقدس پر مسلمانوں کا دوبارہ قبضہ ہو گیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ہمت، شجاعت اور استقلال کا پیکر تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ حکمران ہوتے ہوئے بھی فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بیک وقت مصر، شام، بحرین، یمن اور افریقہ کے بعض صوبوں کے حکمران تھے لیکن ایک خیمے میں رہتے تھے۔ وہ خیمہ ان کے لیے محل سے کم نہ تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ تخت سے زیادہ گھوڑے پر بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ درباریوں سے زیادہ اپنے مجاہدین میں رہنا پسند تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ایک بہادر سپاہی، لائق جرنیل اور آنکھ فرماں روا تھے۔

اسی بنا پر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مسلمانوں کے ہر و عجز حکمران سمجھے جاتے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ قاضی لہن شہاد جو سلطان صلاح الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے دور کا نامور مؤرخ تھا، نے اس طرح سلطان صلاح الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ”وہ بڑا قوی دل، پارعب، بہادر، بے مثل شجاع اور حد درجہ کا ثابت قدم تھا۔ ہم جوئی اور کوئی مصیبت اسے ڈرا نہیں سکتی تھی، عیسائیوں کے ساتھ سخت سے سخت مقابلوں کی وہ کچھ پروا نہیں کرتا تھا۔ موسم سرما کی شدید سردیوں میں وہ جنگ اور حملوں میں مصروف رہتا تھا اور قلیل فوج کے ساتھ کثیر فوج کا مقابلہ کرنے سے نہیں گھبراتا تھا۔ بلکہ دشمن فوج کی کثرت سلطان کا حوصلہ بڑھاتی تھی۔“

سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بے حد فیاض، احسان کرنے والے ہنرور و گزر سے کام لینے والے اور حلیم و بردبار تھے، آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اپنی وسیع سلطنت میں غریبوں اور مسکینوں کے لیے لنگر خانے، مدارس اور شفا خانے قائم کر رکھے تھے۔ کہتے ہیں کہ جوں جوں صلاح الدین کی سلطنت ترقی کرتی گئی تو توں ان کی فیاضی بھی بڑھتی گئی۔ ان کی وفات پر ان کے خزانے میں صرف سنتالیس درہم تھے۔ کوئی باغ، مکان، جوٹلی یا زمین ان کی ملکیت نہ تھی۔ ان کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ حکمران

ہونے کے باوجود ساری زندگی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے صاحب نصاب نہ بنے۔

وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ فیاضی سے مجھے راحت ملتی ہے۔ یہ مال و زر میرا نہیں ہے، مستحق لوگوں کی امانت ہے۔ بیت المقدس کی فتح کے وقت دو لاکھ بیس ہزار دینار جمع ہوئے تھے، جو عیسائیوں نے جزیے کے طور پر دیے تھے لیکن جب سلطان صلاح الدین رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ وہاں سے رخصت ہونے لگے تو ان کے پاس ایک دینار بھی نہ تھا۔

سلطان صلاح الدین ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ نے صحیح معنوں میں اپنی سلطنت کو فلاحی مملکت بنایا ہوا تھا۔ ان کے دور کی کئی سرائیں، شفا خانے، خانقاہیں، مساجد آج بھی مصر اور شام میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔

سلطان صلاح الدین رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ بے حد حضور و درگزر سے کام لینے والے تھے۔ آپ رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ اکثر اپنے ملازمین اور خادموں کی گستاخیاں نظر انداز کر دیا کرتے تھے۔ ان کی بڑی سے بڑی لفظی کو معاف کر دیتے تھے۔

سلطان صلاح الدین رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ علم اور اہل علم کی بے پناہ قدر کرتے تھے۔ انھوں نے علما، فضلا، شعر اور ادیبوں کی تنخواہ مقرر کر رکھی تھی اور وقتاً فوقتاً ان کو انعام و اکرام سے بھی نوازتے رہتے تھے۔ سلطان صلاح الدین رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ خود بھی شعر کہتے تھے اور اچھے اشعار پسند کرتے تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی کی وفات پر اپنے غم کا اظہار شعر کہہ کر کیا۔ ان کی مجلس میں اہل دانش جمع رہتے تھے۔ اگر وہ کبھی تنقید کرتے تو قطعاً برا نہ مناتے تھے۔ انھوں نے ہر بڑے شہر میں مدارس قائم کر رکھے تھے۔ ان کی سلطنت میں کئی کتب خانے قائم کیے گئے۔

سلطان صلاح الدین رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ نہایت رقیق القلب انسان تھے۔ قرآن مجید کے سنتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتے تھے۔ اسی طرح یتیموں، بیواؤں اور بے سہاروں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ الغرض سلطان صلاح الدین ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ نہ صرف نامور مجاہد اور جرنیل تھے بلکہ اعلیٰ اخلاق کے مالک اور ہر داعی و حکمران بھی تھے۔ آپ نے بچپن برس کی عمر میں 1193ء میں وفات پائی۔

مشق

① تفصیلی جواب دیں۔

() سلطان صلاح الدین ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ کون تھے؟

(ب) سلطان صلاح الدین ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ کی فیاضی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

- (ج) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے ہر دل عزیز ہونے کی وضاحت کریں۔
- (د) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نامور اور نڈر مجاہد تھے۔ وضاحت کریں۔
- (ه) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟
- مختصر جواب دیں۔

2

- (ا) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا اصل نام کیا تھا؟
- (ب) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد کا نام کیا تھا اور کن کے ہاں ملازم تھے؟
- (ج) کس مورخ نے سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے؟
- (د) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کن کی بے پناہ قدر کرتے تھے؟
- (ه) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی مجلس میں کس طرح کے لوگ جمع رہتے تھے؟

خالی جگہ پُر کریں۔

3

- (ا) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا اصل نام تھا۔
- (ب) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ میں پیدا ہوئے۔
- (ج) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے والد کا نام تھا۔
- (د) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے دور کا نامور مورخ تھا۔
- (ه) سلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اپنے کی وفات پر شعر کہے۔

درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

4

- (ا) دشمن فوج کی کثرت کا سلطان صلاح الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ پر کیا اثر ہوتا تھا؟
- (الف) حوصلہ پست ہو جاتا
- (ب) حوصلہ بڑھ جاتا
- (ج) ہمت ہار جاتا
- (د) اداس ہو جاتا

(ب) وفات کے وقت سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کتنے درہم تھے؟

(الف) سنتالیس

(ب) ستاون

(ج) ستانوے

(د) ننانوے

(ج) سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کس حکمران کے ہاں ملازم تھے؟

(الف) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

(ب) عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ

(ج) ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ

(د) نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ

(د) تلاوت قرآن مجید سن کر سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ پر کیسی کیفیت طاری ہوتی تھی؟

(الف) رنجیدہ ہو جاتے

(ب) بحث کرنا شروع کر دیتے

(ج) پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتے

(د) بے ہوش ہو جاتے

(ہ) سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو کس چیز سے راحت ملتی تھی؟

(الف) مال و دولت سے

(ب) فتح سے

(ج) فیاضی سے

(د) عبادت سے

سرگرمی برائے طلبہ:

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے متعلق ایک خاکہ کمرہ جماعت میں پیش کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں کو اس قدر خوبصورت انداز میں طلبہ تک پہنچائیں کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو ان جیسا بنانے کی کوشش کریں۔

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا پورا نام ابو زید ولی الدین بن عبدالرحمان تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ 1332ء میں تیونس میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ تیونس، الجیریا، مراکش اور غرناطہ میں اہم درباری عہدوں پر فائز رہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا شمار اسلامی تاریخ کے نامور مفکرین میں ہوتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ایک نامور مؤرخ، معروف فلسفی، ماہر تعلیم اور ماہر عمرانیات مانے جاتے ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے کئی جدید نظریات پیش کیے جنہیں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آج تک ان کے افکار و نظریات سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے انسانی زندگی کے بارے میں کئی بنیادی اصول بیان کیے ہیں، جن کی بنا پر انھیں عمرانیات کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ انھوں نے عمرانیات کے بنیادی اصولوں پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسانی زندگی کے دو بنیادی اصول ہیں۔

1- مل جل کر زندگی گزارنا۔ 2- انسانی زندگی کا دفاع کرنا۔

پہلے اصول میں انسانی معاشرے کی بنیاد محبت، اخوت، ہمدردی اور باہمی تعاون پر رکھی گئی ہے جبکہ دوسرے اصول میں انسانی زندگی کو پیش آنے والے ممکنہ مسائل اور خطرات سے بچانا ہے۔ علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے مطابق جن معاشروں میں درج بالا دو بنیادی اصول کارفرما نہیں ہوتے، وہ ترقی نہیں کر سکتے، کیونکہ دونوں اصول انسانی فطرت کے انتہائی قریب ہیں۔ مل جل کر زندگی بسر کرنا اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا انسانی فطرت ہے۔ اسی طرح خطرات کا سامنا کرتے ہوئے ان پر قابو پانا اور خود کو بچانا بھی انسانی فطرت میں شامل ہے۔

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو تعلیم میں گہری دلچسپی تھی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے تعلیم کو انسان کی فطری و بنیادی ضرورت قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ تجسس اور جستجو انسان کی فطرت میں شامل ہیں۔ اس لیے تعلیم ایسی ہونی چاہیے جس میں اس خصوصیت کو مزید ترقی ملے اور انسان حقیقی علم تک پہنچ جائے جو اسے معرفت تک لے جائے۔ علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے علوم کو دو شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔

تھلیدی علوم

فکری علوم

فکری علوم سے مراد ایسے علوم ہیں جو انسان اپنے حواسِ خمسہ اور ذہنی قوتوں کی وجہ سے حاصل کرتا ہے اور ان میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ ان میں دورِ حاضر کے تمام سائنسی علوم شامل ہیں۔ تقلیدی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو دوسرے انسانوں کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ محض تخیل کی بنیاد پر ان علوم تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ ان علوم میں مذہبی علوم شامل ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ۔

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے علم و فضل کی بہت شہرت تھی۔ اس لیے انھیں اسلامی یونیورسٹی "جامعہ ازہر" میں درس و تدریس کا موقع ملا۔ جب ان کے علم کی شہرت سلطانِ مصر تک پہنچی تو انہوں نے علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو قاضی مقرر کر دیا۔ انھیں عدل و انصاف اور قانون میں مہارت کی وجہ سے بے حد عزت و احترام حاصل ہوا۔ ان کے کیے ہوئے فیصلے ان کی دانش مندی اور علم و حکمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو اس وقت سخت صدمہ پہنچا جب ان کے خاندان کے لوگ تیونس سے مصر آتے ہوئے ایک بحری جہاز کے ساتھ ہی ڈوب گئے۔

تصانیف

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو عربی زبان کے ایک خاص طرزِ تحریر میں مہارت حاصل تھی۔ ان کی تحریروں میں ادب کا رنگ نمایاں تھا۔ لوگ بڑی دلچسپی سے ان کی تحریروں کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں کتابُ العبر اور مقدمہ ابن خلدون شامل ہیں۔ مقدمہ لکھنے پر سلطان عبدالعزیز نے انھیں قیمتی انعامات سے نوازا تھا۔

وفات

علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے تیونس، آندلس اور مصر میں اپنی زندگی گزاری۔ تیونس اور آندلس کے لوگ چاہتے تھے کہ وہ مصر سے واپس آجائیں مگر وہ وہیں مقیم رہے اور بالآخر 74 سال کی عمر میں قاہرہ میں وفات پا گئے۔

مشق

① تفصیلی جواب دیں۔

() علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے عمرانی افکار تحریر کریں۔

- (ج) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے علوم کی کون کون سی اقسام بیان کی ہیں؟
- (د) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کن عہدوں پر فائز رہے؟
- (ه) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے تعلیمی نظریات تحریر کریں۔
- مختصر جواب دیں۔

- (ا) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کا پورا نام کیا تھا؟
- (ب) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے انسانی زندگی کے کون سے دو بنیادی اصول دیے ہیں؟
- (ج) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو کس زبان کے خاص طرزِ تحریر میں مہارت حاصل تھی؟
- (د) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کی کوئی سی دو کتابوں کے نام لکھیں۔
- (و) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو عمرانیات کا بانی کیوں قرار دیا جاتا ہے؟
- درست فقروں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

- (ا) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مصر میں پیدا ہوئے۔
- (ب) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ اپنے وقت کے بہترین سائنسدان تھے۔
- (ج) موجودہ سائنسی علوم دراصل تعلیمی علوم ہیں۔
- (د) مقدمہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ عربی زبان میں لکھی گئی مشہور کتاب ہے۔
- (ه) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے خاندان والے سمندر میں ڈوب گئے تھے۔

خالی جگہ پُر کریں۔

- (ا) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سن میں پیدا ہوئے۔
- (ب) کتاب وسنت کے علوم علوم ہیں۔
- (ج) سلطان مصر نے ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو مقرر کیا۔
- (د) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے علوم کی اقسام بیان کی ہیں۔
- (ه) علامہ ابن خلدون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے سال کی عمر میں وفات پائی۔

سرگرمی برائے طلبیہ:

اپنے اساتذہ کرام کی زیر نگرانی لاہور پریس میں مقدمہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے ابواب کے عنوانات کے نام اپنی کاپیوں پر تحریر کریں۔

رہنمائی برائے اساتذہ کرام:

طلبہ کو علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کارناموں کے بارے میں بتائیں۔

فرہنگ

غارت کرنا	چاہ کرنا
تقاضا	خواہش، طلب کرنا
عقیدہ	دل میں جمایا ہوا یقین
کبریائی	بزرگی، بڑائی
صاحب استطاعت	مال دار
ترویج	جاری کرنا، روانہ کرنا
عالمگیر	عالمی، ساری دنیا سے متعلق
جامع	کامل
نصرت	مدد
عاجزی و انکساری کرنا	زنی سے پیش آنا، منت سماجت کرنا
پختہ	پکا
صبر	کسی تکلیف یا پریشانی کو برداشت کرنا
مالی	مال و دولت کے متعلق
مصارف	خرچ کرنے کی جگہیں
مظسوں	مظس کی جمع، غریبوں
بہبود	بھلائی، بہتری
طبقات	طبقہ کی جمع، انسانوں کا گروہ
تعلیمات	ہدایات
اتحصالی	کسی کی بھوری سے فائدہ اٹھانے والے

باب اول:	القرآن الکریم
ناظرہ قرآن مجید	قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا
حفظ قرآن مجید	قرآن مجید زبانی یاد کرنا
سورۃ الضحیٰ	قرآن مجید کے تیسویں پارے کی سورت ”پڑھتے دن کی روشنی“
سورۃ الزلزال	قرآن کے تیسویں پارے کی سورت زلزلہ
سورۃ القارعہ	قرآن مجید کے تیسویں پارے کی سورت ”کھڑکھڑانے والی چیز مراد قیامت“
مواخذہ	جو اب طلبی
گرہ	گٹھ
درگزر کرنا	معاف کر دینا

باب دوم:	ایمانیات اور عبادات
مبہوت	بھیجا ہوا
برگزیدہ	پسندیدہ، نیک
تفریق	فرق۔ علیحدگی
توقیر	عزت
تعظیم	عزت۔ ادب
بلا تفریق	بغیر کسی فرق کے
ببروی کرنا	بچھے بچھے چلنا

جسم اطہر
ترک
پاک جسم
مرنے والے کا چھوڑا ہوا مال

باب چہارم
رفاہ عامہ
صمود و ترائش
نادار
آفت
کمر بستہ
قناعت
مشعل راہ
صلہ
اخلاق و آداب
عام لوگوں کی بھلائی
دکھلاوا
غریب
منصیت
تیار، آمادہ
جو ملے اُس پر راضی رہنا
راہنمائی
انعام

حدیث
وعید
ہوس
أجرت
موجب
أسوء
تہجد
نوبت
ملاست
درماندہ
رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان
سزا دینے کی دھمکی
لاچ
مزدوری
باعث سبب
نمونہ
آدمی رات کی نماز
باری، حالت
بڑا اہل
تھکا ہوا، عاجز

باب سوم
درخشاں
مقیم
فریق
علیف
مقتولین
بدعہدی
امان دینا
جھڑپ
ٹھوک مارنا
باطل
طواف
حمد و ثنا
سرزنش
پامال
تخط سالی
سیرت طیبہ
چمک دار
قیام کرنے والا
گروہ، جماعت
ساتھی
مقتول کی جمع قتل کئے گئے
وعدہ پورا نہ کرنا
پناہ دینا
جھگڑا
چوٹ لگانا
مجبور، ناحق
پکر لگانا
اللہ تعالیٰ کی تعریف
ڈانٹ ڈپٹ
پاؤں تلے روندنا ہوا، خراب
شگ سالی

سائل	سوال کرنے والا	اچھے طریقے سے	خوش اسلوبی
دراقدس	آپ ﷺ کا پاکیزہ گھر	پہچان، شناخت	شعار
خطبہ	وعظ و نصیحت والی تقریر	نامناسب، غلط	بے جا
حجۃ الوداع	نبی اکرم ﷺ کا آخری حج	کمرہ	حجرہ
	جو آپ ﷺ نے دس ہجری	عرب کے علاوہ کسی دوسرے	عجمی
	میں ادا کیا	ملک کا رہنے والا	
	پیر ہو کر کھانا	غصے میں بھرا ہوا	غضب ناک
	تسلی دنیا	ہمیشہ	دائمی
	کمی، غفلت	خوشیوں	مسرتوں
	دعا مانگتے رہنا	شوق	لگن
	اتباع	رکھ رکھاؤ	خودداری
	رشتہ داروں سے تعلق توڑنا	مزدوروں	محنت کشوں
	پرہیزگار	انجمن، پریشانی	اعصابی تناؤ
	عزت و تکریم	پانی میں رہنے والے جانور	آبی حیات
	درک	لڑائی کرنا	نبرد آزما ہونا
	برائی، نفرت	مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام،	تہوک
	عزت، تعظیم	جہاں 9 ہجری میں غزوہ تہوک پیش آیا	
	ضرورت	ذکر، بیان	تذکرہ
		خوش حالی	فراخی
		قربانی، برداشت	ایثار
		زیادہ، وافر	کثیر

لقب	وہ نام جو کسی صفت یا عزت کی وجہ سے مشہور ہو گیا ہو
اذہان	ذہن کی جمع، عقل، سمجھ
قناعت	جو ملے اس پر راضی رہنا، حرص نہ کرنا
سعادت	نیک بختی
اکابر	بزرگ لوگ
ریاضت	ورزش، مشقت
منور	روشن، چمک دار
بے شبہتی	ناپائیداری
دسترس	پہنچ، طاقت
رقیق القلب	نرم دل
مورخ	تاریخ لکھنے والا
گستاخیاں	غلطیاں
نظر انداز	چھوڑنا، توجہ نہ دینا
اہل دانش	عقل مند لوگ
نامور	مشہور
مفکرین	سوچنے والے
عمرانیات	انسانی معاشرت کا علم، رہن بہن کے اصولوں کا علم
استفادہ	فائدہ اٹھانا
مقیم	رہنے والا
دانش مندی	دانتی، عقل مندی

نورانی	روشن، چمک دار
مہمان نوازی	مہمان کی خدمت
محنت کش	محنت کرنے والا
گلہ بانی	بھیڑ بکریاں چرانے والا اور ان کی حفاظت کرنا
پوشیدہ	چھپا ہوا
عظمت	بڑائی
حدیث قدسی	جس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے
حقیر	کم تر، ذلیل
آلودگی	گندگی یا آلودگی
تازہ	کھچاؤ
شجر کاری	درخت لگانا
عیادت کرنا	بیمار کی خبر پوچھنا
خندہ پیشانی	کھلے دل سے، خوش مزاجی
صلہ رحمی	رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنا
شفایابی	صحت و تندرستی
خبر گیری	دیکھ بھال

باب ہفتم	ہدایت کے سرچشمے / مشاہیر اسلام
مشاہیر	مشہور لوگ
مروجہ	رانج
جوگی	ہندو فقیر، درویش
معرفة الہی	اللہ تعالیٰ کی پہچان